

# پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ  
کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2013ء



بینک دولت پاکستان

## سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز

گورنر و چیئرمین	جناب یاسین انور
رکن	ڈاکٹر وقار مسعود خان
رکن	مرزا قمر بیگ
رکن	جناب محمود مانڈوی والا
رکن	جناب شاہد احمد خان
رکن	جناب ایم نواز ٹوانہ
رکن	جناب اسکندر محمد خان
رکن	خواجہ اقبال حسن
رکن	جناب محمد ہدایت اللہ
رکن	جناب ظفر مسعود
کارپوریٹ سیکرٹری	محترمہ سحر بابر

## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی  
12 جون 2013ء

محترم چیئرمین،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2012-13ء پیش خدمت ہے۔  
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

*Yasmin Anwar*

(یاسمین انور)  
گورنر

سید نیر حسین بخاری  
چیئرمین  
سینیٹ  
اسلام آباد

## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی  
12 جون 2013ء

محترم اسپیکر،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2012-13ء پیش خدمت ہے۔  
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

*Yasmin Anwar*

(یاسمین انور)  
گورنر

سردار ایاز صادق  
اسپیکر  
قومی اسمبلی  
اسلام آباد

## فہرست

1	عمومی جائزہ	1-1
	حقیقی شعبہ	2-1
7	عمومی جائزہ	2.1
7	زراعت	2.2
11	صنعت	2.3
12	باکس 2.1: قومی آمدنی کھاتوں کی نئی بنیاد مقرر کرنا	
16	خدمات	2.4
	گرانی و ذری پالیسی	3-1
17	عمومی جائزہ	3.1
20	ذری مجموعوں میں پیش رفت	3.2
29	گرانی	3.3
32	خصوصی سیکشن 3.1: بالادست قرض گیر (حکومت) کے ساتھ معاشی تحریکات	
	مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	4-1
37	مالیاتی پالیسی	4.1
38	محاصل	4.2
43	باکس 4.1: ٹیکس معافی بطور سرکاری پالیسی	
45	مجموعی قرضہ و واجبات	4.3

باکس 4.2: گذشتہ پانچ برسوں (م 08ء تا م 12ء) کے دوران پاکستان میں سرکاری  
قرضہ کیوں بڑھا؟

50

## 5۔ بیرونی شعبہ

53	5.1	عمومی جائزہ
55	5.2	جاری کھاتہ
55	5.3	مالی و سرمایہ کھاتہ
56	5.4	ذخائر
	5.1	باکس 5.1: زرمبادلہ کی موزنیت کے نئے مخلوط اظہاریے 58
59	5.5	شرح مبادلہ
59	5.6	تجارتی کھاتہ

65

فہرست اصطلاحات

# 1 عمومی جائزہ \*

رواں مالی سال کی دوسری ششماہی میں معاشی انتظام کی اہم دشواریوں کا تعلق مالیاتی امور اور بیرونی شعبے سے تھا۔ مالی سال 13ء کی پہلی ششماہی

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار				
مئی 13ء	مئی 12ء	مئی 11ء		
شرح نمو (فیصد)				
3.6	4.4	3.7	جولائی تا جون	حقیقی جی ڈی پی <sup>1</sup>
3.3	3.5	2.0	جولائی تا جون	زراعت
3.5	2.7	4.7	جولائی تا جون	صنعت
2.8	1.2	1.7	جولائی تا جون	جس میں: بڑے پیمانے کی اشیا سازی
3.7	5.3	3.9	جولائی تا جون	خدمات
5.4	-3.6	26.0	جولائی تا مارچ	برآمدات (ایف او بی - پی بی ایس)
-1.6	14.7	15.6	جولائی تا مارچ	برآمدات (سی آئی ایف - پی بی ایس)
5.0	25.5	12.2	جولائی تا مارچ	نگین حاصل (ایف بی آر)
8.0	10.8	14.0	جولائی تا مارچ	صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط)
4.1	6.4	7.6	جولائی تا مارچ	نئی شعبے کا قرض
9.0	8.1	9.4	جولائی تا مارچ	رشد زر (2 زر)
ارب ڈالر				
12.2	16.6	17.6	31 مارچ	مجموعی سیال ذخائر <sup>2</sup>
10.3	9.7	8.0	جولائی تا مارچ	آمدہ ترسیلات زر
0.6	0.4	1.3	جولائی تا مارچ	خالص بیرونی سرمایہ کاری
فیصد جی ڈی پی <sup>3</sup>				
4.6	4.5 <sup>4</sup>	4.3	جولائی تا مارچ	مالیاتی خسارہ
4.7	5.2	3.8	جولائی تا مارچ	تجارتی خسارہ
0.4	1.3	0.0	جولائی تا مارچ	جاری کھاتے کا خسارہ
1 مئی 06ء کی نئی اساس کے مطابق - 2 اسٹیٹ بینک اور کرنل بینکوں میں				
3 نسب نمایں پورے سال کی جی ڈی پی (نئی اساس)۔				
4 گردش قرضے کے یکبارگی تصفیے کے بعد جولائی تا مارچ مئی 12ء میں مالیاتی خسارہ بڑھ کر 6.4 فیصد ہو گیا۔				
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، بینک دولت پاکستان، فیڈرل بورڈ آف ریونیو				

کے دوران فاضل درج کیے جانے کے بعد تیسری سہ ماہی میں جاری حسابات کی پوزیشن بگڑ گئی اور خسارہ ہوا جس کے نتیجے میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ پڑا۔ ملک کے اندر ایف بی آر کے ٹیکس حاصل میں نموسست رہی جبکہ بجلی کی زراعت اور قرض کی واپسی کے اخراجات تیزی سے بڑھے۔ آخر حکومت کو اپنا مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے قرضوں پر انحصار کرنا پڑا۔ تاہم مثبت پہلو یہ ہے کہ تیسری سہ ماہی میں گرانہ خاصی کم ہوئی اور بڑے پیمانے پر اشیا سازی میں بحالی کے کچھ آثار دکھائی دیے۔

بڑے پیمانے پر اشیا سازی، تعمیرات اور کانکری و کوکئی میں وسیع البیاد بحالی کی وجہ سے صنعتی شعبے کی نمو میں اضافہ ہوا تاہم خریف کے موسم میں تیز بارشوں اور بعض مقامات پر سیلاب کے باعث زراعت کی نمو پر منفی اثر پڑا۔<sup>1</sup> (ٹیلی مواصلات اور نقل و حمل میں منافع گھٹنے سے) نقل و حمل، ذخیرہ کاری و مواصلات، عمومی سرکاری خدمات اور دیگر نجی خدمات کی شرح ہائے نمو میں کمی کے باعث شعبہ خدمات میں بھی اضافہ نہ ہوا۔ نتیجتاً مجموعی حقیقی جی

\* اس رپورٹ کا تجزیہ جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کی مدت تک محدود ہے۔

<sup>1</sup> مزید بحث کے لیے باب 2 دیکھئے۔

ڈی پی میں نمو (م) 06ء کی بنیاد پر جو حال ہی میں پاکستان دفتر شماریات نے جاری کی ہے) م) 12ء میں 4.4 فیصد سے کم ہو کر م) 13ء میں 3.6 فیصد ہو گئی حالانکہ بڑے پیمانے پر ایشیا سازی میں بہتری آئی (جدول 1.1)۔

بڑے پیمانے پر ایشیا سازی کی بحالی کو جولائی تا مارچ م) 13ء کے دوران نجی شعبے کو بینکوں کی طرف سے جاری کردہ قرضوں میں اضافے نیز اس شعبے کے دیگر متعدد عوامل سے بھی مدد ملی، جیسا کہ باب 2 میں بحث کی گئی ہے۔ نجی کاروبار کو دی گئی قرضہ جولائی تا مارچ م) 12ء میں 42.9 ارب روپے سے بڑھ کر رواں سال کی اسی مدت میں 165.1 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ اس مدت میں صنعتی شعبے کو دیے گئے معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں خاصا اضافہ ہوا۔<sup>2</sup>

یہ اضافہ جزوی طور پر پچھلے ڈھائی برسوں کے دوران اسٹیٹ بینک کی زری زری کی پالیسی کا نتیجہ ہے۔ جب گرانی کے گھٹنے ہوئے دباؤ سے شرح سود میں کمی کی گنجائش پیدا ہوئی تو اسٹیٹ بینک نے سرمایہ کاری اور نمو کو تحریک دینے کے لیے اپنا پالیسی ریٹ کم کیا۔<sup>3</sup> حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ گرانی کا زوال پذیر رجحان جاری ہے اور مارچ 2013ء میں 6.6 فیصد (سال بسال) گرانی درج کی گئی جو 45 ماہ کے عرصے کی پست ترین شرح ہے۔ تاہم بیرونی شعبے میں کوئی بگاڑ یا زراعت گھٹانے اور گردش قرضے کے حجم کو قابو کرنے کے لیے انتظامی قیمتوں میں اضافہ وسط مدت میں گرانی کے لیے سب سے بڑے خطرات ہیں۔ اگر یہ خطرات نہ ہوں تو قلیل مدت میں گرانی کے کم ہوتے رہنے کا امکان ہے۔

اس زراعت اور اس کے ہمراہ ملکی قرضے پر بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں کی وجہ سے مالیاتی صورتحال مزید خراب ہو گئی ہے۔ م) 13ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران ادا شدہ زراعت پورے سال کے ہدف سے 29.4 فیصد تجاوز کر گیا<sup>4</sup> جبکہ قرضوں کی واپسی کی ادائیگیاں اس مدت کے دوران پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 23.6 فیصد بڑھ گئیں۔ جولائی تا مارچ م) 13ء کے دوران قرض کی واپسی کی رقم ترقیاتی اخراجات سے بڑھ گئی جبکہ زراعت اور قرض کی واپسی کی رقم مجموعی طور پر رواں جاری اخراجات کے 40 فیصد کے لگ بھگ ہیں (شکل 1.1)۔

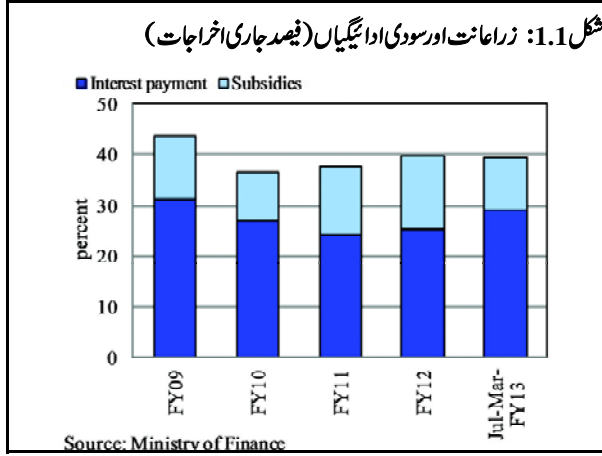
جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، جولائی تا مارچ م) 13ء میں ایف بی آر کے ٹیکسوں میں صرف 5.0 فیصد کا اضافہ ہوا جو م) 02ء سے اب تک سب سے کم اضافہ ہے۔ اگرچہ یہ سست روی جزوی طور پر توانائی اور امن و امان کے مسائل کے باعث معاشی سرگرمیوں کی پست سطح اور سرمایہ کاری نہ ہونے کی بنا پر ہے، تاہم ٹیکس اصلاحات کا فقدان، ٹیکس مستثنیات اور قوم کا زیاں اہم عوامل ہیں۔ بہر حال اتحادی سپورٹ فنڈ کی مدد میں 1.8 ارب ڈالر کی دستیابی سے حکومت کو جولائی تا مارچ م) 13ء کے دوران اپنا خسارہ پچھلے سال کی سطح کے قریب رکھنے میں مدد ملی، یعنی 4.6 فیصد جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 4.5 فیصد تھا۔ مزید یہ کہ صوبائی فاضل رقوم سے بھی م) 13ء کے پہلے نو ماہ کے دوران مجموعی مالیاتی کیفیت بہتر

2 منقولی شواہد سے نجی شعبے کے قرضے کی طلب میں اضافہ ظاہر ہوتا ہے تاہم جولائی تا مارچ م) 13ء کے دوران نجی شعبے کی قابل قرض قوم کی فراہمی بھی بڑھی کیونکہ حکومت نے کرنل بینکوں سے قرض گیری سے گریز کیا۔ تاہم معاشی انتظام کے نقطہ نظر سے یہ صورتحال اس لیے خوش آئند نہیں کہ حکومت نے مالکاری کے بیرونی یا غیر بینک ذرائع کے بجائے اسٹیٹ بینک سے قرض پر انحصار شروع کر دیا۔

3 پالیسی ریٹ اگست 2012ء سے اب تک مجموعی طور پر 250 بیس پوائنٹس کم کیا گیا ہے۔

4 جولائی تا مارچ م) 13ء کے دوران تقریباً تمام زراعت بجلی کے شعبے کو دیا گیا۔





ہوئی۔ بہر حال اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیوں کے مطابق امکان ہے کہ زراعت اور سودی ادائیگیوں کے مسلسل دباؤ سے بجٹ خسارہ (م 13ء میں) جی ڈی پی کے 7.5 تا 7 فیصد تک پہنچ جائے گا جبکہ ہدف 4.7 فیصد ہے۔

بیرونی مالکاری بالکل بند ہوگئی تو حکومت نے اپنا خسارہ پورا کرنے کے لیے ملکی بینکاری نظام پر انحصار کا سلسلہ جاری رکھا۔ زیادہ پریشان کن امر یہ تھا کہ ملکی قرض میں قلیل مدتی مالکاری کا حصہ زیادہ

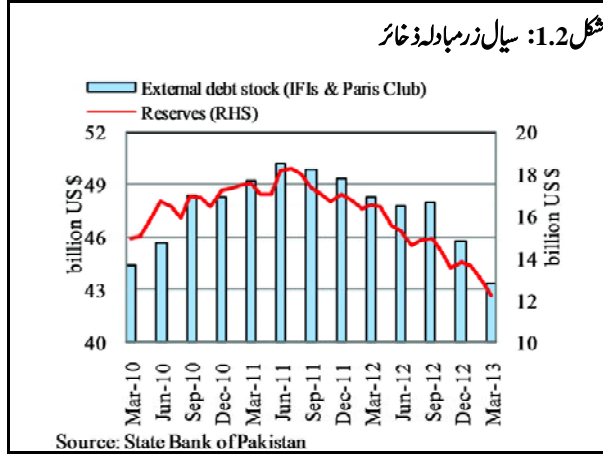
رہا جس سے پاکستان کے سرکاری قرضے کی پائیداری کے حوالے سے تشویش پیدا ہوتی ہے۔<sup>5,6</sup> سال کے پہلے نو ماہ کے دوران سرکاری قرضے کا اسٹاک 940.6 ارب روپے بڑھ گیا جو م 12ء کے پہلے نو ماہ کے دوران قرض میں اضافے سے 44.6 فیصد زیادہ ہے (پچھلے سال گردشی قرضے کے یکبارگی تصفیے کو منہا کرنے کے بعد)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالیاتی ذمہ داری اور تجدید قرضہ ایکٹ (2005ء) کے مطابق حکومت کو م 13ء کے آخر تک قرض اور جی ڈی پی کا سرکاری تناسب 60 فیصد تک لانا ہوگا۔ تاہم م 13ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران مالیاتی خسارے میں اضافے کی رفتار (اور اس کے نتیجے میں سرکاری قرضے میں اضافے) کے پیش نظر اس امر کا بہت امکان ہے کہ حکومت یہ ہدف حاصل نہیں کر پائے گی۔ اپنی پچھلی رپورٹوں میں ہم نے بارہا اس نکتے کو اجاگر کیا کہ قرض کی واپسی کے ساتھ قرضے کے اسٹاک میں اضافہ براہ راست مالیاتی خسارے کو بڑھاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں قرض و خسارے کے چکر میں داخل ہونے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔<sup>7</sup>

یہ صورتحال ہنگامی بنیاد پر مالیاتی اصلاحات کے آغاز کی ضرورت ظاہر کرتی ہے۔ با معنی مالیاتی استحکام کے لیے اخراجات میں کمی اور ٹیکس محاصل میں اضافے کی کوششیں درکار ہوں گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بجلی کے نرخوں کو درست کر کے اور گھٹائے میں جانے والے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی تشکیل نو کر کے اخراجات میں کمی کی جاسکتی ہے۔ ملک کے قرض کی واپسی کے بوجھ کو کم کرنے کی حکمت عملی کے سلسلے میں حکومت کو بینک سے قرض لینے سے گریز کرنا چاہیے جو قلیل مدتی اور مہنگا ہوتا ہے۔ اس کے متبادل ذرائع میں ملکی غیر بینک وسائل شامل ہیں جن کی عموماً طویل تر عرصیت ہوتی ہے اور بیرونی وسائل سے بھی رجوع کیا جاسکتا ہے جو عموماً سستے ہوتے ہیں۔ جہاں تک محاصل کا تعلق ہے ٹیکس مستثنیات کے خاتمے کے ساتھ ٹیکس نیٹ میں وسعت لانی ہوگی اور ٹیکس اکٹھا کرنے کے عمل میں زیاں کو روکنا ہوگا۔ اس کے علاوہ صوبائی ٹیکس اداروں کو مضبوط

5 م 12ء کے دوران قلیل مدتی قرض گیری سے رواں قرضے کا اسٹاک 910.3 ارب روپے بڑھ گیا جس کے نتیجے میں جولائی تا مارچ 13ء کے دوران قرضے کی واپسی میں 294.0 ارب روپے کی خطر قرض کا اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح م 13ء کے پہلے نو ماہ کے دوران رواں قرضے میں 633.1 ارب روپے کے اضافے سے امکان ہے کہ اگلے مالی سال میں سودی ادائیگیاں 179.9 ارب روپے بڑھ جائیں گی۔

6 تخمینوں کے مطابق م 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں 250 بی پی ایس کی مجموعی کمی سے فی بلز کی بنیادی پر سودی ادائیگیوں میں پورے سال م 13ء کے لیے 21.8 ارب روپے کی کمی آئی۔ اس سے وفاقی حکومت کو ہونے والی بچت پورے طور پر غائب نہیں ہوتی کیونکہ ہم نے اس اثر کو صرف م 13ء تک محدود کر دیا ہے۔

7 ہمارا تجزیہ یہ ہے کہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران بنیادی خسارہ اور روپے کی قدر میں کمی سرکاری قرضے میں اضافے کے دو اہم ترین محرکات رہے ہیں۔



بنانا ہوگا تاکہ وہ زراعت اور خدمات دونوں سے حاصل اکٹھا کر سکیں۔ ہماری رائے میں صوبائی حکومتوں کے پاس حاصل کے بہت امید افزا ذرائع موجود ہیں۔

مالیاتی محاذ کی دشواریوں کے علاوہ پاکستان کا بیرونی کھاتہ م س 13ء کی پہلی ششماہی کے بعد دباؤ میں آ گیا۔ م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران 187 ملین ڈالر کا جاری حسابات کا فاضل، جو زیادہ تر اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم، مضبوط ترسیلات زر اور

پست تر تجارتی خسارے کی وجہ سے جمع ہوا تھا، تیسری سہ ماہی میں تیزی سے 1.3 ارب ڈالر کے خسارے میں بدل گیا کیونکہ اس سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم نہیں آئی اور ترسیلات زر میں 5.1 فیصد سال بسال کمی آئی۔ مؤخر الذکر یکبارگی صورتحال معلوم ہوتی ہے۔

اگرچہ جولائی تا مارچ م س 13ء کا 1.1 ارب ڈالر کا جاری کھاتے کا مجموعی خسارہ گزشتہ سال کی اسی مدت سے خاصا کم تھا تاہم بیرونی صورتحال دشواری معلوم ہوتی ہے کیونکہ م س 13ء کی بقیہ مدت میں آئی ایم ایف کو قرضے کی اقساط ادا کرنی ہیں۔ جیسا کہ شکل 1.2 میں دکھایا گیا ہے بیرونی قرضے کی جاری ادائیگیوں (زیادہ تر آئی ایم ایف کو) سے پاکستان کے سیال زرمبادلہ ذخائر (آخر جون 2012ء میں) 15.3 ارب ڈالر سے گھٹ کر آخر مارچ 2013ء میں 12.3 ارب ڈالر ہو گئے جو جولائی 2009ء سے اب تک پست ترین سطح ہے۔<sup>8</sup> یہ کمی زیادہ تر م س 13ء کی تیسری سہ ماہی میں مرکنز رہی (1.6 ارب ڈالر) اور اسٹیٹ بینک کے ذخائر پر اثر انداز ہوئی۔ تاہم ذخائر پر دباؤ جس حد تک تھا اس اعتبار سے پاکستانی روپیہ تیسری سہ ماہی میں خاصا مستحکم رہا۔

اگرچہ ملکی ذخائر اس وقت کفایت کے بین الاقوامی نشانیوں (مثلاً درآمدی اور قلیل مدتی قرضہ کو ترجیح) سے اوپر ہیں تاہم م س 13ء کے آغاز سے اب تک مسلسل گرتے رہے ہیں۔<sup>9</sup> اگر یہ رجحان جاری رہا تو بازا زرمبادلہ کو سنبھالنے کی دشواریاں برقرار رہیں گی۔

ان معاشی مشکلات سے نمٹنے کے لیے فقط قلیل مدتی ماکاری کے بندوبست کے بجائے فیصلہ کن ساختی اصلاحات کا راستہ اپنانا ہوگا۔<sup>10</sup> تمام صوبوں کو معاشی اصلاحات کے اس عمل میں (تشکیل سے لے کر نفاذ تک) شامل کرنا ضروری ہے کیونکہ اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے مالیاتی

<sup>8</sup> دو کثیر فریقی اداروں آئی ایم ایف اور پیس کلب کو واجب الادا بیرونی قرضہ آخر مارچ 2013ء میں پاکستان کے مجموعی بیرونی قرضہ جات دو ارب 71.2 فیصد تھا۔

<sup>9</sup> آخر مارچ 2013ء میں سیال زرمبادلہ ذخائر 4 ماہ کی درآمدات کے مساوی تھے یعنی تین ماہ کی درآمدات کا جو ایک عام اصول ہے اس سے زیادہ۔ جب آئی ایم ایف کے ساتھ پچھلے ایس بی اے پر دستخط ہوئے تو پاکستان کے سیال زرمبادلہ ذخائر 9.0 ارب ڈالر تھے جو 12.2 ہفتوں کے درآمدات کے مساوی تھے۔

<sup>10</sup> پاکستان کی بین الاقوامی قرض دہندگان بشمول آئی ایم ایف کے حوالے سے تاریخ کے پیش نظر (جدول 1.2) بین الاقوامی مالی اداروں کے ساتھ گفت و شنید کے لیے مستتر اصلاحی ایجنڈا از بس ضروری ہے۔

اختیارات تفویض کیے جانے کے بعد معیشت میں صوبوں کا کردار اہم ہو گیا ہے۔<sup>11</sup> خاص طور پر مالیاتی اصلاحات کی کامیابی کا دار و مدار صوبائی حکومتوں کی کارکردگی پر ہوگا کیونکہ مجموعی محاصل (نیز اخراجات) میں ان کا حصہ بڑھا ہے۔<sup>12</sup> مزید برآں اب صوبوں کا سماجی شعبے (صحت اور تعلیم) اور وسیع تر معاشی ترقی میں خاص کردار ہوگا۔

ملک کو درپیش فوری خطرات کا خلاصہ یہ ہے: (1) مالیاتی خسارے کا حجم اور اس سے نمٹنے کا مسئلہ، (2) م س 14ء میں بازار مبادلہ کو سہولت فراہم کرنا، (3) ٹیکس حکام (وفاقی نیز صوبائی) کی ادارہ جاتی مضبوطی تاکہ وہ ٹیکس اساس اور وصولی میں اضافہ کر سکیں، (4) متوازن طریقے سے توانائی کی اصلاحات جس سے نرخوں کی درستگی کے علاوہ چوری اور واجب الادا بلوں کے مسائل حل ہوں، بہتر انتظامی طور طریقے نافذ ہو سکیں اور متبادل ایندھن کے ذرائع (مثلاً کوئلہ) کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے فیصلہ کن اقدامات کیے جاسکیں، (5) سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (خصوصاً پاکستان ریلوے، پی آئی اے اور پاکستان اسٹیل ملز) میں اصلاحات کے لیے سختی سے تجارتی طرز عمل اختیار کرنا، (6) کمرشل بینکوں میں خطرے کی طلب بڑھانا، اور (8) بجلی کی پیداوار بڑھانے کے فوری اقدامات جن سے ایندھن کی فراہمی کے لیے نئی سیالیت درکار ہو سکتی ہے۔

حکومت کو پائیدار اور مساویانہ معاشی نمو کے حصول کے لیے جرأت مندانہ اقتصادی اصلاحات کا راسخ عزم کرنا ہوگا۔

11 صوبوں کو شامل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آئی ایم ایف کے ساتھ گفت و شنید میں صوبائی وزراء نے خزانہ کو شریک رکھا جائے۔  
12 اختیارات کی منتقلی کے پہلے مکمل سال م س 12ء کے دوران صوبوں کے مجموعی اخراجات قرض کی واپسی اور وفاقی خرچ نکال کر وفاقی اخراجات سے زیادہ تھے۔

جدول 1.2: 2000ء سے آئی ایم ایف کے پروگرام *			
آئی ایم ایف پروگرام	تاریخ آغاز اور تبدیلیاں	رقم (ملین)	کیفیت
		منظوری	وصول کیے
سیلاب کی تباہ کاریوں سے غصے میں مدد دینے کے لیے ایمرجنسی نیچرل ڈزاسٹر اسٹنس 13	15 ستمبر 2010ء	296.98 ایلن ڈی آر (یا 451 ڈالر)	296.98 ایلن ڈی فوروی طور پر پوری رقم مل گئی (یا 451 ڈالر)
اسٹینڈ بائی اریٹمنٹ	نومبر 2008ء	7,235.9 ایلن ڈی آر (یا 11,327 ڈالر)	4,936.0 ایلن ڈی آر (یا 7,477 ڈالر)
پاورٹی ریلیف انڈر گروٹھ	نومبر 2001ء	1034 ایلن ڈی آر (یا 1322 ڈالر)	861.42 ایلن ڈی آر (یا 1,186 ڈالر)
اسٹینڈ بائی اریٹمنٹ	نومبر 2000ء	465 ایلن ڈی آر (یا 596 ڈالر)	465 ایلن ڈی آر (یا 596 ڈالر)

\* 1980ء اور 1990ء کی دہائیوں کے آئی ایم ایف پروگراموں کے لیے دیکھئے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 1999-00ء، باب 8۔

ماخذ: آئی ایم ایف ویب سائٹ پر دستیاب مختلف دستاویزات۔

13 یہ پروگرام قدرتی آفات سے متاثرہ ان ممالک کو فوری اور چکدار امداد فراہم کرتا ہے جنہیں ادا بینگیوں کے توازن کی فوری ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شرط یا نظر ثانی نہیں ہوتی۔ اس پروگرام کے تحت پاکستان کو آئی ایم ایف کے چارج کی بنیادی شرح پر تین سال کی مدت اور تین ماہ کے رعایتی عرصے کے تحت مالکاری فراہم کی گئی جسے آٹھ مساوی قسطوں میں ادا کرنا تھا اور حتمی مہیاد 5 سال تھی۔

14 کم آمدنی والے ممالک کے آئی ایم ایف کی رعایتی سہولت انہما سڈ اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ فیسلٹی (ESAF) کو نومبر 1999ء میں پاورٹی ریلیف انڈر گروٹھ فیسلٹی (PRGF) کا نام دیا گیا۔ پنی آر بی ایف قرضوں پر 0.5 فیصد سالانہ شرح سود ہوتی ہے اور انہیں دس سال میں اصل رقم کی ادائیگی پر ساڑھے پانچ سال کی رعایتی مدت کے ساتھ ادا کرنا ہوتا ہے۔

## 2 حقیقی شعبہ

### 2.1 عمومی جائزہ

جدول 2.1: مجموعی بی ڈی پی (2005-06ء کی مستقل بنیادی قیمتوں پر)				
نمو فیصد میں؛ فیصدی درجے میں حصہ				
نمو میں حصہ		نمو		
م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	
0.7	0.7	3.3	3.5	زراعت
0.7	0.6	3.5	2.7	صنعت
2.1	3.0	3.7	5.3	خدمات
3.6	4.4	3.6	4.4	جی ڈی پی
س- عبوری				
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) نے حال ہی میں مالی سال 13ء کے قومی آمدنی کھاتے جاری کیے ہیں۔ یہ تخمینے 2005-06ء کی نئی بنیاد پر مرتب کیے گئے ہیں (قبل ازیں بنیادی سال 1999-2000ء تھا)۔ پی بی ایس نے اپنے مرتب کرنے کے طریقوں کو بہتر بنایا ہے اور ایسی معاشی سرگرمیوں کو مد نظر رکھا ہے جن کی اہمیت بڑھ رہی ہے۔ اعداد و شمار کا یہ مجموعہ عالمی معیارات سے ہم آہنگ ہے (دیکھئے باکس 2.1)۔<sup>1</sup>

عبوری تخمینوں کے مطابق مالی سال 13ء کے دوران جی ڈی پی کی نمونہ ہو کر 3.6 فیصد رہ گئی جو مالی سال 12ء میں 4.4 فیصد تھی۔<sup>2</sup> جیسا کہ جدول 2.1 سے ظاہر ہے، بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بہتری سے بلند صنعتی نمو حاصل ہوئی لیکن یہ خدمات کے شعبے میں ہونے والی سست روی کی تلافی کے لیے ناکافی تھی۔

### 2.2 زراعت<sup>3</sup>

مالی سال 13ء کے دوران مجموعی طور پر زرعی نمو میں بڑی حد تک تبدیلی نہیں آئی۔ خصوصاً، گلہ بانی کے ذیلی شعبے (جس کا زراعت کی قدر اضافی میں 55.4 فیصد حصہ ہے) کا زرعی نمو میں مسلسل سب سے بڑا ر ہا (جدول 2.2)۔ تاہم فصل کے شعبے میں خاصی تبدیلی دیکھنے میں آئی جہاں گندم، گنے اور دیگر فصلوں میں حاصل ہونے والے خاصے فوائد نے چاول اور کپاس کے نقصانات کا اثر زائل کر دیا۔

<sup>1</sup> پاکستان دفتر شماریات نے اب قومی کھاتوں کے عالمی معیار (ایس این اے) کے 2008ء کے ورژن کو نافذ کر دیا ہے۔ قبل ازیں قومی کھاتوں کے سابقہ تخمینے ایس این اے 1993ء کے ورژن پر مبنی ہوتے تھے۔

<sup>2</sup> قومی آمدنی کھاتوں کو اخذ کرنے کے لیے متعارف کرائی جانے والی تبدیلیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 13ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی نمونہ کارواں مالی سال کے مقررہ 4.3 فیصد ہدف سے براہ راست تقابل نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان دفتر شماریات کے مطابق سابقہ بنیاد (جو ہدف سے ہم آہنگ ہے) پر مالی سال 13ء کے لیے جی ڈی پی کی نمونہ 3.2 فیصد ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان دفتر شماریات نے مالی سال 12ء کے لیے جی ڈی پی کی نمونہ نظر ثانی کرتے ہوئے پہلے کیے گئے 3.7 فیصد کے عبوری تخمینے سے بڑھا کر 4.2 فیصد کر دیا ہے۔

<sup>3</sup> اس سیکشن میں اہم فصلوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جن کا زرعی شعبے کی قدر اضافی میں 26 فیصد حصہ ہے۔ ہم نے خاطر خواہ معلومات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے گلہ بانی کے ذیلی شعبے کا احاطہ نہیں کیا ہے جس کا زرعی شعبے میں سب سے بڑا 52.1 فیصد حصہ ہے۔

جدول 2.2: زراعت میں قدر اضافی					
حصہ فیصد میں: فیصدی درجے میں حصہ					
موسم	موسم	موسم	موسم	موسم	موسم
موسم	موسم	موسم	موسم	موسم	موسم
1.3	1.2	3.2	2.9	40.5	فصل
0.6	1.8	2.3	7.4	25.2	اہم فصلیں
0.8	-1.0	6.7	-7.7	12.3	دیگر فصلیں
-0.1	0.4	-2.9	13.8	2.9	کپاس کی چٹنگ
2.0	2.2	3.7	3.9	55.4	گلہ بانی
0.0	0.0	0.1	1.7	2.0	جنگل بانی
0.0	0.1	0.7	3.8	2.0	ماہی گیری
3.3	3.5	3.3	3.5	100.0	مجموعی
سہ ماہی					
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

جدول 2.3: زرعی قرضہ		
موسم	تقسیم	موسم
موسم	تقسیم	موسم
25.4	211.6	موسم 08ء
10.1	233.0	موسم 09ء
6.5	248.1	موسم 10ء
6.0	263.0	موسم 11ء
11.7	293.8	موسم 12ء
17.0	197.4	جولائی تا مارچ 12ء
17.0	231.0	جولائی تا مارچ 13ء
ماخذ: بینک دولت پاکستان		

#### فصل کا شعبہ

ربیع کی فصلوں نے اچھی کارکردگی دکھائی جس کی وجہ یہ تھی کہ گزشتہ برس کے مقابلے میں کھاد کی قیمتیں قدرے مستحکم رہیں، حکومت نے گندم کی امدادی قیمت میں اضافہ کیا، بوائی کے وقت (موسم خریف کے برعکس) آبپاشی کے لیے کافی پانی دستیاب تھا، پورے موسم کے دوران بارشوں اور معتدل درجہ حرارت سے فصل کی پیداوار بہت کو بہتر بنانے میں مدد ملی اور آخر میں زرعی قرضوں کی تقسیم گزشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی (جدول 2.3)۔ دوسری جانب خریف کی فصلوں میں چاول اور کپاس کو شدید بارشوں اور مقامی سطح کے سیلاب سے نقصان پہنچا تھا۔ اس لیے مالی سال 13ء کے دوران اہم فصلوں کی مجموعی نمو گزشتہ برس کے مقابلے میں خاصی پست رہی۔

چاول کی کٹائی اکتوبر 2012ء میں مکمل ہو چکی تھی اور دستیاب معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی پیداوار 5.5 ملین ٹن رہی جو 6.9 ملین ٹن کے ہدف سے خاصی کم ہے۔ پنجاب میں پیداواری فوائد کے باوجود اس کی فصل کو مجموعی طور پر ستمبر 2012ء کے دوران بالائی سندھ اور بلوچستان کے ملحقہ علاقوں میں مقامی سطح کے سیلاب سے نقصان پہنچا تھا (جدول 2.4)۔

اگرچہ شدید بارشوں نے سندھ میں چاول کی فصل کو نقصان پہنچایا تاہم گنا پیدا کرنے والے علاقے بڑی حد تک متاثر نہیں ہوئے جس کے نتیجے میں مالی سال 12ء کے سیلاب کے بعد سندھ میں گنے کی پیداوار میں تیزی سے بحالی دیکھی گئی۔<sup>4</sup> مزید برآں، اس سال بھی شدید بارشوں اور سیلاب کا امکان ہے، اس لیے کاشت کاروں نے گنے کی کاشت کو ترجیح دی جو بارشوں اور سیلاب سے زیادہ اثر قبول نہیں کرتا۔ گنے کی مجموعی پیداوار بڑھ کر 62.5 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو اس کے لیے مقررہ 59 ملین ٹن کے ہدف سے زیادہ ہے (جدول 2.5)۔

<sup>4</sup> یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ مالی سال 12ء کے سیلاب میں سندھ کے گنا پیدا کرنے والے اہم اضلاع (بدین، میرپور خاص اور ٹنڈوالہیار) کافی عرصہ تک پانی میں ڈوبے رہے۔ ان تینوں اضلاع کا سندھ کے گنے کی پیداوار میں حصہ 40 فیصد سے زائد ہے۔

جدول 2.4: چاول کی فصل			
میں 13ء	میں 12ء	میں 11ء	
رقبہ ہزار ہیکٹر میں			
پنجاب	1,714	1,767	1,711
سندھ	636	361	511
خیبر پختونخوا	50	46	51
بلوچستان	171	191	38
پاکستان	2,571	2,365	2,311
پیداوار ہزار ٹن میں			
پنجاب	3,277	3,384	3,477
سندھ	2,260	1,230	1,844
خیبر پختونخوا	95	78	99
بلوچستان	529	131	120
پاکستان	6,160	4,823	5,541
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات			

جدول 2.5: گنے کی فصل			
میں 13ء	میں 12ء	میں 11ء	
رقبہ ہزار ہیکٹر میں			
پنجاب	761	672	768
سندھ	190	226	254
خیبر پختونخوا	106	88	102
بلوچستان	1	1	1
پاکستان	1,058	988	1,124
پیداوار ہزار ٹن میں			
پنجاب	42,893	37,481	42,982
سندھ	10,788	13,766	14,909
خیبر پختونخوا	4,684	4,030	4,550
بلوچستان	31	31	32
پاکستان	58,397	55,309	62,472
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات			

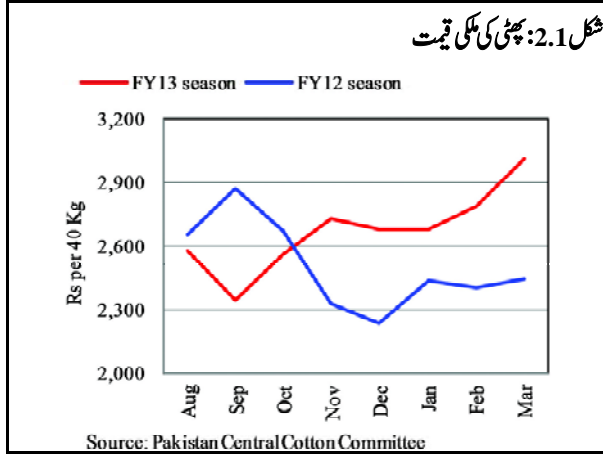
کپاس کے جائزے کی کمیٹی نے مالی سال 13ء کے لیے 13.3 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا تخمینہ لگایا ہے جو 14.5 ملین گانٹھوں کے ہدف سے کم ہے۔ تاہم پاکستان کاٹن جنرل ایسوسی ایشن (پی سی جی اے) کی فراہم کردہ معلومات اس سے بھی زیادہ مایوس کن تصویر پیش کرتی ہے۔ پی سی جی اے کے مطابق جنرل کو اپریل 2013ء کے آخر تک 12.9 ملین گانٹھیں ملی ہیں (کپاس کے موسم کے اختتام تک)۔ عام طور پر پی سی جی اے نے کپاس کی جتنی گانٹھوں کی معلومات دی ہے وہ کم وزن کی ہیں یعنی 170 کلوگرام کے معیاری وزن کے مقابلے میں 160 تا 165 کلوگرام کے درمیان۔ اگر ہم پی سی جی اے کے اعداد و شمار کو معیار سمجھیں تو پیداوار اس سے کہیں زیادہ کم ہوگی۔

اگرچہ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں اس سال کمی آئی تھی 5 تاہم فصل کو دیگر دو دھجکوں سے بھی نقصان پہنچا تھا: (1) جنوبی پنجاب میں مقامی سطح کا سیلاب (خصوصاً، ڈی جی خان، راجن پور، رحیم یار خان، بہاولپور اور بہاولنگر) 6 اور (2) کپاس کے پتے موڑنے والے وائرس (سی ایل سی وی) کا اثر۔ وائرس کا اثر گزشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ شدید تھا، وہ وسطی پنجاب (خانیوال، ملتان اور بورے والا) 7 میں مرکوز رہا تھا۔ کپاس کی جن اقسام کی بوائی موسم کے بعد

5 کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی وجوہات میں مالی سال 12ء میں گندم کی فصل کی کٹائی میں تاخیر، بوائی کے وقت پانی کی کمی اور گزشتہ موسم کے مقابلے میں کپاس کی پست قیمتیں شامل ہیں۔

6 ان چھ اضلاع نے مالی سال 12ء میں کپاس کی 4.9 ملین گانٹھیں (مجموعی پیداوار کا 36 فیصد) پیدا کی تھیں۔

7 ان تین اضلاع نے مالی سال 12ء میں 1.5 ملین گانٹھوں سے زائد پیداوار کی تھی۔



ہوتی ہے وہ نمونہ کے ابتدائی مرحلے میں زیادہ کمزور ہوتی ہیں کیونکہ نمی انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔<sup>8</sup> اس کے ساتھ ساتھ کیڑے مار ادویات کی بلند قیمتوں نے کاشت کاروں کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی صلاحیت کو محدود کر دیا تھا۔<sup>9</sup> تاہم کاشت کاروں کی آمدنی پر کپاس کی فصل کے نقصانات کے اثرات مقامی منڈی میں جزوی طور پر پھٹی کی قیمتوں میں اضافے سے زائل ہو گئے تھے (شکل 2.1)۔

جدول 2.6: گندم کی فصل			
میں 13ء	میں 12ء	میں 11ء	
رقبہ ہزار ہیکٹر میں			
6,537	6,483	6,691	پنجاب
1,058	1,049	1,144	سندھ
734	729	725	خیبر پختونخوا
363	388	341	بلوچستان
8,693	8,650	8,901	پاکستان
پیداوار ہزار ڈن میں			
18,627	17,739	19,041	پنجاب
3,731	3,762	4,288	سندھ
1,105	1,130	1,156	خیبر پختونخوا
768	843	729	بلوچستان
24,231	23,473	25,214	پاکستان
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات			

گندم جسے ربیع کے موسم کی اہم فصل کا درجہ حاصل ہے، آخر مارچ 2013ء تک آخری مرحلے میں داخل ہو چکی تھی۔ جنوبی سندھ میں کٹائی ختم ہو چکی تھی لیکن ملک کے وسطی اور بالائی حصوں میں یہ مئی تک جاری رہے گی۔

گندم کی فصل کو آبپاشی کے پانی کی بہتر دستیابی، بروقت بارشوں، سازگار درجہ حرارت، کھاد کے استعمال میں اضافے اور گندم کی بلند امدادی قیمت (جو 1050 روپے سے بڑھا کر 1200 روپے فی 40 کلوکروی گئی) سے فائدہ پہنچا تھا۔ اس لیے گندم کی فصل کا ابتدائی تخمینہ 24.2 ملین ٹن لگایا گیا ہے جو گزشتہ برس کے 23.45 ملین ٹن کے مقابلے میں

بلند ہے لیکن مالی سال 13ء کے لیے مقررہ 25.5 ملین ٹن کے ہدف سے اب بھی خاصا کم ہے (جدول 2.6)۔

8 کپاس کے پتے مونڈنے والے وائرس (سی ایل سی وی) عام طور پر اگست اور ستمبر کے مہینوں میں ظاہر ہوتا ہے (جن میں نمی قدرے زیادہ ہوتی ہے)۔ اس لیے کیڑوں کے حملوں سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے کاشت کاروں نے فروری میں قبل از وقت کپاس کی بوئی کو ترجیح دی تاکہ یہ پودا وائرس کے حملے کا سامنا کرنے کے لیے مضبوط نمونہ حاصل کر لے۔ بد قسمتی سے حالیہ فصل کے لیے کپاس کی بوئی میں تاخیر ہو گئی ہے۔ پہلے گزشتہ برس کا طویل موسم سرما اور پھر مون سون سے قبل بارش کے سبب۔ کاشت میں اس تاخیر کے باعث اس کے پودے کیڑوں کے حملوں کے مقابلے میں کمزور ہو گئے ہیں۔

9 جولائی تا ستمبر 2012ء کے دوران (اس مدت میں سی ایل سی وی وائرس حملہ کرتا ہے) کیڑے مار ادویات کی تھوک اشاریہ قیمت میں 18 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔



جدول 2.7: زرعی خام مال کی قیمتیں		
تھوک اشاریہ قیمت میں سال بسال فیصد تبدیلی (جولائی تا مارچ)		
م 13ء	م 12ء	
-9.5	23.3	ٹریکٹر
2.3	58.7	کھاد
18.9	26.6	کیڑے مار ادویات
-5.7	2.4	حشرات مارنے کی ادویات
0.3	0.7	ڈیزل
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات		

اچھی فصل کے امکانات کے ساتھ ساتھ عالمی قیمتوں میں بتدریج کمی بھی ملکی منڈی میں گندم کی قیمتوں میں کمی کا باعث بنتی رہی ہے۔<sup>11</sup> کاشت کاروں کو ملکی قیمتوں میں تیزی سے ہونے والی کمی کے مقابلے میں تحفظ فراہم کرنے کے لیے حکومت نے رواں موسم میں گندم کی خریداری کے لیے 7.9 ملین ٹن کا ہدف مقرر کیا ہے جو مالی سال 12ء میں حاصل کردہ 6 ملین ٹن کے مقابلے میں خاصا بلند ہے۔

جدول 2.8: صنعت کے لحاظ سے قدر اضافی					
حصہ اور نمونہ فیصد میں: حصہ فیصدی درجے میں					
م 13ء میں حصہ		م 12ء میں حصہ		م 13ء میں حصہ	
م 13ء ع	م 12ء ع	م 13ء ع	م 12ء ع	م 13ء ع	م 12ء ع
1.1	0.6	7.6	4.6	14.7	کان کنی و کوہ کنی
2.2	1.4	3.5	2.1	63.0	اشیا سازی
1.5	0.6	2.8	1.2	50.9	بڑا پیمانہ
0.6	0.6	8.2	8.4	7.6	چھوٹا پیمانہ
0.2	0.2	3.5	3.6	4.5	ذبیحہ
-0.4	0.3	-3.2	2.7	10.9	بجلی کی پیداوار اور ترقیم اور گیس کی تقسیم
0.6	0.4	5.2	3.2	11.4	تعمیرات
3.5	2.7	3.5	2.7	100.0	مجموعی
رع: مجموعی					
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

آخر میں، جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران گنے کی پیداوار میں پیداواری فوائد حاصل ہونے کے باوجود کاشت کاروں کی آمدنی دباؤ کا شکار رہی۔<sup>12</sup> ان کی آمدنی میں اس خسارے کا سبب کپاس اور چاول کی فصلیں تھیں۔ تاہم گندم کی فصل کی پیداوار میں اضافے کا بیشتر اثر اپریل 2013ء کے بعد دیکھنے میں آئے گا۔ خام مال کے لحاظ سے کیڑے مار ادویات کی قیمتوں میں مسلسل دوسرے برس تیزی سے اضافہ ہوا جبکہ کھاد کی قیمت جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران قدرے مستحکم رہی (جدول 2.7)۔

### 2.3 صنعت

بڑے پیمانے کی اشیا سازی، کان کنی و کوہ کنی اور تعمیرات (صنعتی اشاریہ میں 77 فیصد کے مجموعی حصے کی حامل) سے مالی سال 13ء کے دوران صنعتی شعبے کو 3.5 فیصد نمو حاصل کرنے میں مدد ملی تھی جو گزشتہ برس 2.7 فیصد تھی (جدول 2.8)۔ زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ توانائی کے مسائل کے باوجود کارکردگی میں بہتری دیکھی گئی۔

<sup>10</sup> سی بی اوٹی (CBOT) گندم کی قیمتیں وسط جولائی 2012ء کے تقریباً 350 ڈالر فی ٹن سے گر کر اپریل 2013ء کے اوائل میں 250 تا 260 ڈالر فی ٹن ہو گئی تھیں۔

<sup>11</sup> پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے اپریل 2013ء کے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق گندم کی ہفتہ وار قیمتوں میں تقریباً 50 روپے فی 40 کلوگرام کمی آئی ہے۔ مزید برآں، اس بات کی اطلاعات موجود ہیں کہ کاشت کار اپنی پیداوار کو حکومت کی مقررہ کردہ امدادی قیمت 1200 روپے کے مقابلے میں بہت کم قیمت (1,100 روپے تا 1,150 روپے فی 40 کلوگرام) پر فروخت کر رہے ہیں۔ کاشت کاروں کو جو قیمت ملے گی وہ اس سے بھی کم ہوگی، اگر مال برداری اور بارداشت (پٹ سن کی پوری وغیرہ) کی لاگت سے مطابقت کی جائے۔

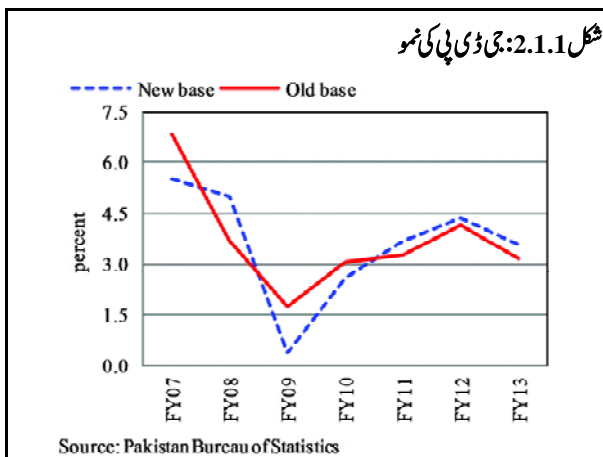
<sup>12</sup> حکومت نے نومبر میں گندم کی امدادی قیمت کو 1,050 روپے فی 40 کلوگرام سے بڑھا کر 1,200 روپے مقرر کر دیا تھا۔ پنجاب حکومت نے گنے کی علاقہ قیوت کو گزشتہ موسم کے 150 روپے فی 40 کلوگرام سے بڑھا کر 170 روپے فی چالیس کلوگرام کر دیا تھا۔ سندھ حکومت نے بھی علاقہ قیوت کو 154 روپے فی 40 کلو سے بڑھا کر 172 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کر دیا تھا۔

باکس 2.1: قومی آمدنی کھاتوں کی نئی بنیاد مقرر کرنا

پاکستان دفتر نشریات نے قومی آمدنی کھاتوں کی نئی بنیاد مقرر کرتے ہوئے اسے 1999-2000ء کے بجائے 2005-06ء دیا ہے۔ نئی بنیاد مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ قومی آمدنی کھاتوں کا ڈیٹا مرتب کرنے کے طریقہ کار میں خاصی تبدیلیاں کی گئیں اور نئی کھاتوں کے نظام (این این اے) 1993ء کی جگہ این این اے 2008ء کو اختیار کر لیا گیا۔<sup>13</sup> ڈیٹا مرتب کرنے کے طریقہ کار میں تعارف کرائی جانے والی اہم تبدیلیوں کی تفصیلات کو ذیل میں دیا گیا ہے:

جدول 2.1.1: 2005-06ء میں معاشی ساخت میں تبدیلی		
مجمعی ڈی پی میں حصہ (فیصد)		
پرائی بنیاد	عمومی بنیاد	
(1999-00ء)	(2005-06ء)	
22.5	23.0	زراعت
25.9	20.9	صنعت
51.7	56.0	خدمات
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات		

● جی ڈی پی کے اعداد و شمار کی رپورٹنگ اب بنیادی قیمتوں پر کی جاتی ہے۔ قبل ازیں جتنی کھاتوں کا تخمینہ عامل لاگت کی بنیاد پر لگایا جا رہا تھا۔ عامل لاگت اور بنیادی قیمت کے طریقہ کار میں فرق یہ ہے کہ عامل لاگت میں پیداوار پر تمام بالا وسطہ ٹیکسوں کو منہما کر دیا جاتا ہے اور زر اعانت کو شامل کیا جاتا ہے، جبکہ بنیادی قیمت میں وسطی اجناس پر صرف ٹیکسوں اور زر اعانت کا اس انداز میں حساب لگایا جاتا ہے۔ اس طرح، بنیادی قیمت وہ ہے جو دراصل پیدا کنندہ کو ملتی ہے۔<sup>14</sup>



● عالمی درجہ بندی میں تبدیلی کے ساتھ کپاس کی جنگل  
اب زراعت کا حصہ بن چکی ہے جبکہ پچھلے نظام میں اسے  
بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں شامل کیا جاتا تھا۔ اسی  
طرح، گوشت اور گوشت کی مصنوعات کو اشیا سازی سے منہا  
کر دیا گیا ہے اور انہیں ذخیرہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

● نئی بنیاد نے اس کی کوریج کو بڑھا دیا ہے اور اس میں پھولوں کی پیداوار، افزائش حیوانات و شکار، اخبارات و جرائم وغیرہ جیسی نئی معاشی سرگرمیوں کو شامل کیا گیا ہے۔

● قومی کھاتے اب حالیہ شماری، سروے اور جائزوں کو مختلف شعبوں کی قدر اضافی اخذ کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

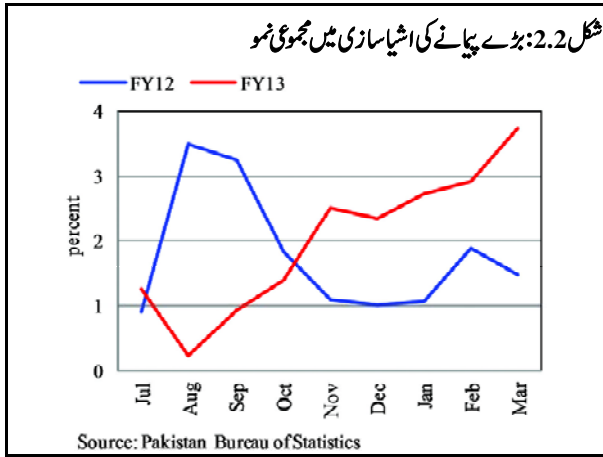
- چھوٹے پیمانے کی اشیاء سازی کی شرح نمو اس کی پچھلی بنیاد 7.5 فیصد سے بڑھ کر 8.2 فیصد ہو گئی ہے۔ یہ نظر ثانی چھوٹی وغیرہ اشیاء ساز صنعتوں کے نئے سروے کے نتائج کے بعد کی گئی ہے۔
- ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبے کی وسعت میں اضافہ کرتے ہوئے اس میں ریلوے فرخ نواز بینک، فرخ نواز ڈاک خانے، پاکستان ریلوے ایڈوانسری و مشاورتی خدمات (پی آر اے سی ایس) شپنگ ایجنٹس، گلڈ فارورڈنگ اور کسٹم کلیئرنگ ایجنٹس، ٹریول ایجنٹس اور ٹورا پر پیرز کو شامل کیا گیا ہے۔
- مالیات و بیمہ کے ذیلی شعبے کو سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) اور اسٹیٹ بینک سے مشاورت کے بعد اس میں اے 2008 کی بنیاد پر مکمل طور پر تبدیل کر دیا گیا ہے۔ چونکہ اس شعبے کی پیداوار نہ تو نمایاں ہے نہ ہی قابل پیمائش ہے، اس لیے اس میں اے 2008 میں بالواسطہ پیمائش کے طریقے کو استعمال کیا گیا ہے جسے بالواسطہ

13 قومی کھاتوں کا نظام (این ایس اے) قومی کھاتوں کے لیے شماریات کا بین الاقوامی معیار ہے جسے اقوام متحدہ کے شمارياتی کمیشن نے اختیار کیا تھا۔ ایس این اے 2008ء اس کا تازہ ترین ورژن ہے۔

14 اس میں تیار پیداوار پر ہر قسم کا ٹیکس شامل نہیں لیکن زراعت شامل ہیں۔

پیش کردہ مالی وساطتی خدمات (ایف آئی ایس آئی ایم) کہا جاتا ہے۔ نظریاتی طور پر ایف آئی ایس آئی ایم قرض گیری کی جانب سے ادا کردہ سروس چارج اور قرض دہندہ کے ادا کردہ سروس چارج کا مجموعہ ہوتا ہے۔

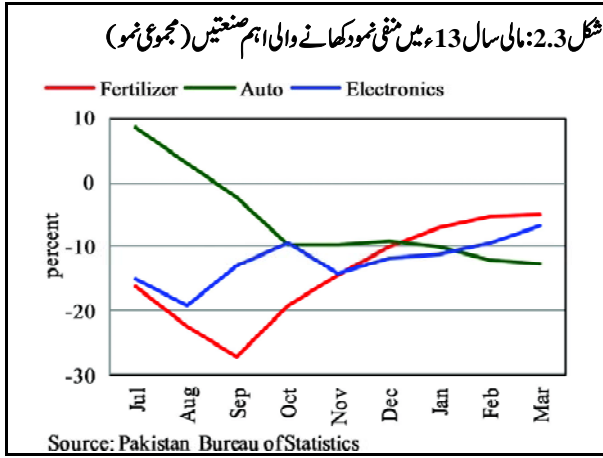
شکل 2.1.1 میں نئی اور پرانی ترتیب کی بنیاد پر شرح ہائے نمو اور ان کے رجحانات کا تقابل دیا گیا ہے۔ خصوصاً، خدمات کے حصے میں خاصا اضافہ ہو گیا ہے جبکہ صنعت کے حصے میں کمی آئی ہے (جدول 2.1.1)۔



### بڑے پیمانے کی اشیا سازی<sup>15</sup>

مالی سال 13ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران، چینی، پیٹرولیم مصنوعات، سینٹ، کھاد اور سوتی دھاگے کی بلند پیداوار کے باعث بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو مزید بڑھ گئی۔ یہ گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بالکل مختلف صورتحال ہے کیونکہ اس وقت بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں چینی کی پیداوار نے اہم کردار ادا کیا تھا (جدول 2.9)۔

مجموعی طور پر، جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 3.7 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 12ء کی اسی مدت کے مقابلے میں 1.5 فیصد زیادہ ہے (شکل 2.2)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ بحالی وسیع البہید ہے اور اس کے اسباب یہ ہیں: (الف) مالکاری کی پست لاگت کے باعث پیداواروں کے مارجن میں بہتری اور خام مال کی کم ہوتی قیمتیں (ب) گنے کی عمدہ فصل (ج) لوہے اور فولاد اور کاغذ و گتے کی پیداواری گنجائش میں توسیع (د) تعمیراتی سرگرمیوں میں مسلسل بہتری (ه) سوتی دھاگے کی بلند بیرونی



طلب اور (و) کھاد کی صنعت کے لیے گیس کی دستیابی میں بہتری۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ امن وامان کی دشوار صورتحال اور بجلی کی قلت کے باعث معاشی سرگرمیوں میں اکثر و بیشتر تعطل کے باوجود بلند نمو حاصل ہوئی۔

گیس کی رسد میں کچھ بہتری کے بعد اکتوبر 2012ء سے کھاد کی پیداوار بڑھ گئی ہے۔<sup>16</sup> تاہم پہلی سہ ماہی کے دوران پیداوار میں کمی کے اثرات

15 یہ بحث جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کی مدت کے لیے دستیاب اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

16 صنعتی اعداد و شمار کے مطابق اکتوبر 2012ء تا مارچ 2013ء کے یوریا کی پیداوار میں 5.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 14.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

جدول 2.9: منتخب صنعتوں کی کارکردگی									
فیصد سال بسال نمو									
نمونہ حصہ									
نمونہ تاراج		جنوری تا مارچ		جولائی تا دسمبر		جولائی تا مارچ			
م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	وزن	
مجموعی بڑے پیمانے کی اشیا سازی									
-0.6	0.0	-9.0	0.4	-14.1	7.3	-12.9	4.9	4.9	
-0.7	0.3	-20.6	8.8	-24.5	8.7	-23.0	8.8	2.8	کاریں اور جہتیں
0.04	-0.10	2.5	-6.1	-11.7	-8.1	-6.7	-7.4	2	الیکٹرانکس
تعمیرات پر مبنی									
0.8	0.3	8.9	3.0	4.5	3.1	6.0	3.0	5.3	سینٹ
0.1	-0.1	4.8	-7.0	75.7	-46	45.5	-34.2	2.3	فولادی گولے اور چادریں
0.02	-0.04	9.4	-13.4	-7.2	-27.1	-2.2	-23.4	0.3	رنگ و روغن
									برآمدات پر مبنی
0.5	0.1	0.9	0.1	-0.1	0.9	0.2	0.7	7.2	سوتلی کپڑا
0.6	0.1	3.2	0.6	0.3	1.4	1.3	1.1	13.0	سوتلی دھاکہ
1.5	0.1	21.6	1.3	6.5	15.4	11.5	10.3	3.6	دوا سازی
0.0	-0.1	-2.2	-7.5	-6.6	8	-5.1	2.3	0.9	چمڑا
زراعت پر مبنی									
0.3	0.3	6.6	8.1	-10	-3.7	-5.0	-0.4	4.4	کھاد
-0.2	-0.2	-33.5	-29.3	102.5	-59	34.5	-48.1	0.5	ٹریکٹر
2.7	2.2	9.2	7.6	4.1	7.2	6.7	7.4	12.4	غذا
2.1	1.8	11.0	10.5	-25.3	35.8	3.0	15.2	3.5	چھینی
0.1	0.4	3.5	13.2	15.2	-3.4	11.2	1.7	2.2	خوردنی تیل
0.9	-0.7	19.3	-12.8	10.4	-1.8	13.3	-5.7	5.5	پتھر و لیم مصنوعات
0.9	-0.7	19.1	-12.4	10.8	-0.3	13.5	-4.5	5.4	پتھر و لیم مصنوعات
0.2	0.9	7.2	37.4	32.6	9.4	23.3	18.2	2.3	کافور اور گتہ
ماخذ: پاکستان دفنہ شماریات									

اب بھی مالی سال 13ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کو پست سطح پر رکھنے کا باعث بن رہے ہیں (شکل 2.3)۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کمی کا باعث بننے والے دیگر عوامل میں کاریں اور صارفی الیکٹرانکس شامل ہیں۔ کھاد، کار اور الیکٹرانکس (جن کا بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں 11 فیصد وزن ہے) سے مطابقت کرنے پر جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 5.6 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 2 فیصد تھی۔

بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی نمونہ بحالی میں اندرونی و بیرونی عوامل نے کردار ادا کیا جنہیں ذیل میں دیا گیا ہے:

**گنے کی بہتر پیداوار کے باعث چینی کی بلند پیداوار حاصل ہوئی**  
تیسری سہ ماہی میں عام طور پر چینی کی پیداوار میں موسمی اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔ گنے کی اچھی فصل، حکومت سے خاصی امداد ملنے اور گزشتہ سہ ماہی میں معمول سے کم کچل کاری کے باعث اس سہ ماہی میں حالات قدرے سازگار رہے۔<sup>17</sup> اب تک جنوری تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران چینی کی مجموعی پیداوار 4.6 ملین ہے جو مالی سال 12ء کی اسی مدت کے مقابلے میں 3 فیصد زیادہ ہے۔

**بلند بیرونی طلب سے ٹیکسٹائل کی پیداوار بڑھ گئی**  
ٹیکسٹائل کے شعبے میں چین اور ہانگ کانگ کی منڈیوں سے سوتی دھاگے اور کپڑے کی بڑھتی ہوئی طلب کا نتیجہ بلند پیداوار کی صورت میں برآمد ہوا۔<sup>18</sup> تاہم جنگ کے شعبے میں کمزور نمونے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صنعت دھاگے اور کپڑے کی پیداوار کے لیے درآمدی کپاس (کیونکہ موجودہ ذخائر ختم ہو رہے ہیں) کو استعمال کر رہی ہے۔<sup>19</sup>

**لوہا اور فولاد اور کاغذ و پیپر بورڈ کی پیداواری گنجائش میں توسیع**  
لوہا اور فولاد اور کاغذ و گتے کی صنعتوں (7.7 فیصد کے مجموعی وزن کے حامل) کی پیداواری گنجائش میں اضافہ دیکھا گیا جو اس سال فعال ہو گئی تھی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران لوہے اور فولاد کے شعبے میں ہاٹ رولڈ اور کولڈ رولڈ فولاد کی پیداوار بڑھ کر 1.8 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 1.3 ملین ٹن تھی۔ اس کا سبب دو نئے پلانٹس ہیں جن میں سے ایک نے اکتوبر 2012ء میں کام کرنا شروع کیا تھا اور اب اپنی مکمل پیداواری گنجائش کے مطابق کام کر رہا ہے۔ دوسرے پلانٹ نے جنوری 2013ء میں پیداوار شروع کی تھی اور یہ اب اپنی 70 فیصد پیداواری گنجائش پر کام کر رہا ہے۔

**خام مال کی پست لاگت سے سیمنٹ اور خوردنی تیل کو فائدہ پہنچا**  
مستقل ملکی طلب سے سیمنٹ اور خوردنی تیل کے شعبوں کو فائدہ پہنچا اور خام مال کی گرتی ہوئی قیمتوں سے ملکی پیداکاروں کو اس کی پیداوار بڑھانے کی ترغیب ملی۔ مثلاً مالی سال 13ء کے دوران کوئلے کی عالمی قیمتوں میں کمی سے کوئلے پر مبنی پلانٹس پر چلنے والے سیمنٹ کے کارخانوں کو فائدہ پہنچا۔<sup>20</sup> جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران صنعت میں 6 فیصد توسیع ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 12ء میں 3 فیصد توسیع ہوئی تھی۔ اسی طرح تیل و گھی کی پیداوار کی نمونہ اضافے کا سبب پام آئل کی پست عالمی قیمتیں تھیں۔<sup>21</sup>

17 فروخت نہ ہونے والے بھاری ذخیرے کی وجہ سے چینی کی صنعت کو نقد رقم کی قلت اور ناسازگار عالمی قیمتوں کا سامنا ہے۔ اس لیے حکومت نے مداخلت کی (1) ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذریعے فاضل چینی کی خریداری (2) چینی کی برآمدات کی اجازت اور (3) مال برداری کے ذرائع عانت کے ذریعے برآمد کنندگان کو بھرت دینا۔

18 چین اور ہانگ کانگ کی بڑھتی ہوئی طلب کی تفصیلات جاننے کے لیے دیکھئے باب 5 کا تجارتی یکیشن۔

19 کاٹن جنگ الیوسی انیش کے مطابق خریداری کے موسم میں کپاس کی آمد اس کے ذخائر اور فروخت شدہ ذخائر گزشتہ برس کے مقابلے میں کم رہے تھے۔

20 اوسطاً جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے دوران کوئلے کی قیمتوں میں سال بسال بنیادوں پر 22.8 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 12ء کی اسی مدت کے دوران 8.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

21 سب سے زیادہ پام آئل پیدا کرنے والے ملک انڈونیشیا میں 2012-13ء کے دوران پام آئل کی بہتر پیداوار اس کی عالمی قیمتوں میں کمی کا باعث بنی۔ خصوصاً، یہ قیمتیں وسط مہینہ 2012ء کے 1,052 ٹن سے گر کر آخر مارچ 2013ء تک 756 ڈالر پر آ گئی تھیں۔

جدول 2.10: خدمات کی قدر اضافی					
حصہ اور نمونہ فیصد میں، حصہ فیصدی درج ہے					
نمونہ میں حصہ		نمونہ		م 13ء میں حصہ	
م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء		
0.8	0.5	2.5	1.7	31.5	تھوک و خوردہ تجارت
0.8	2.1	3.4	8.9	23.7	ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات
0.3	0.1	6.6	1.0	5.2	مالیات و بیمہ
0.5	0.5	4.0	4.0	11.7	مکانات کی خدمات
0.6	1.2	5.6	11.1	11.7	حکومت کی عمومی خدمات
0.6	1.0	4.0	6.3	16.2	دیگر نجی خدمات
3.7	5.3	3.7	5.3	100.0	مجموعی
ع: عبوری					
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

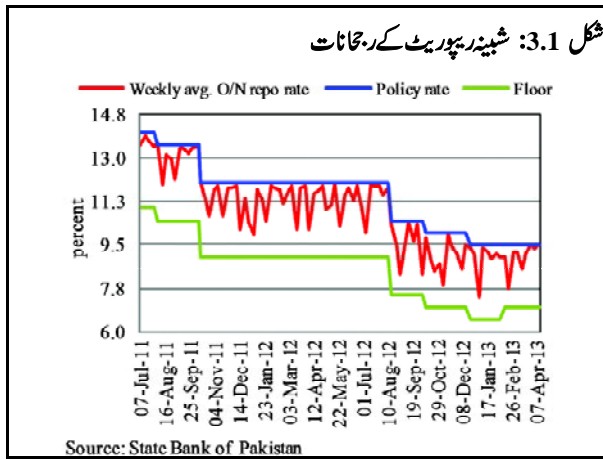
#### 2.4 خدمات کا شعبہ

مالی سال 13ء میں خدمات کے شعبے کی نمو گزشتہ برس کے 5.3 فیصد سے کم ہو کر 3.7 فیصد رہ گئی۔ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات اور حکومت کی عمومی خدمات نے تھوک و خوردہ تجارت اور مالیات و بیمہ کی بہتر کارکردگی کے مثبت اثر کو زائل کر دیا (جدول 2.10)۔

ٹیلی کام کے شعبے کی پست نمو اور پاکستان ریلویز کے بلند نقصانات نے ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات کے شعبوں میں نمو کو بڑھنے سے روک دیا تھا۔ گزشتہ برسوں کی طرح خدمات کے شعبے کی نمو میں فضائی ٹرانسپورٹ کے حصے میں اضافہ دیکھا گیا۔ اس سے ایندھن کی پست لاگت کے اثر کی عکاسی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں پی آئی اے اکتوبر 2012ء سے آپریٹنگ فاضل کو ظاہر کر رہا ہے۔

## 3 زری پالیسی اور گرانی

### 3.1 عمومی جائزہ



سال کی پہلی ششماہی کے دوران<sup>1</sup> 250 بیس پوائنٹس کمی کے بعد اسٹیٹ بینک نے گزشتہ دو فیصلوں، فروری اور اپریل 2013ء میں پالیسی ریٹ 9.5 فیصد پر برقرار رکھا (شکل 3.1)۔ یہ درست ہے کہ گرانی کے خدشات بڑی حد تک کم ہو گئے تاہم کمزور ہوتا ہوا بیرونی کھاتہ زری پالیسی کو مزید نرم کرنے کے سلسلے میں حقیقی چیلنج بنا ہوا ہے۔ جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں 3.7 ارب ڈالر کی آگئی جبکہ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر 3.9 فیصد گر گئی۔<sup>2</sup>

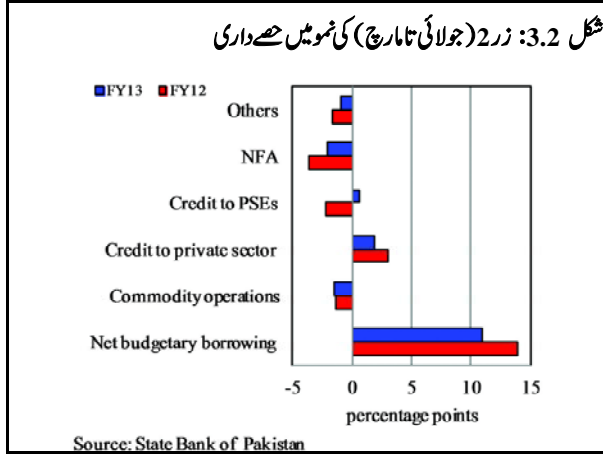
بیرونی کھاتے میں کمزوریوں کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے شرح سود کی موجودہ پالیسی سے مطلوبہ نتائج لانے کا امکان کم ہے، کیونکہ: (الف) جاری حسابات کے خسارے کا مطلق حجم کم ہے،<sup>3</sup> (ب) دیگر بہت سے خطرات کی موجودگی میں، شرح سود میں اضافہ بیرونی مالی رقوم کو راغب کرنے میں ناکام رہے گا، اور (ج) قرض گیری کی بلند لاگت نجی شعبے کی سرمایہ کاری پر، جو پہلے ہی ٹخنی سطح پر ہے، منفی اثر ڈال سکتی ہے۔ ان امور کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ جوں کا توں رکھا تا کہ بیرونی اثاثوں میں سرمایہ کاری کی موقع لاگت بلند رہے اور ملکی کرنسی پر غیر ضروری دباؤ سے بچا جاسکے۔ نیز مالیاتی کمزوریوں کے تسلسل نے بھی (جو بینکوں سے بڑھتی ہوئی سرکاری قرض گیری سے ظاہر ہے) محتاط زری پالیسی کے حق میں فیصلہ دیا۔

زیر جائزہ عرصے کے دوران ایک قابل ذکر پیش رفت گرانی میں کی ہے۔ سال بسال عمومی گرانی مارچ 2013ء میں 6.6 فیصد تک گر گئی جس سے اس

1 اگست 2012ء میں پالیسی ریٹ ابتدائی طور پر 150 بی پی ایس کٹوتی سے 10.5 فیصد کر دیا گیا، بعد ازاں اکتوبر 2012ء اور دسمبر 2012ء دونوں بار 50 بی پی ایس کی کمی گئی جس سے وہ 9.5 فیصد ہو گئے۔

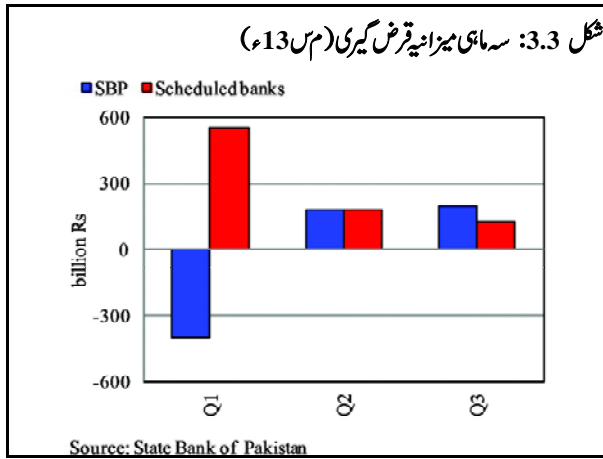
2 بیرونی کھاتوں کی تفصیلات کے لیے دیکھئے بیرونی شعبہ باب 5۔

3 جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران جاری کھاتے کے تحت درآمدات میں 1.9 فیصد کی سال بسال کمی آئی۔



عرصے (جولائی تا مارچ م س 13ء) کی اوسط گرانہ بھی کم ہو کر 8 فیصد ہو گئی جبکہ گزشتہ برس اس عرصے میں یہ 10.8 فیصد تھی۔ گرانہ میں یہ نمایاں کمی بڑی حد تک ایندھن اور خوراک کی قیمتوں میں استحکام، اور گرانہ کی توقعات نرم ہونے کی وجہ سے آئی۔

اگرچہ فی الحال گرانہ بڑھنے کا کوئی فوری خطرہ نہیں ہے، تاہم بیرونی محاذ پر منفی تبدیلیاں اور بینک مالکاری پر حکومت کا انحصار گرانہ کے منظر نامے میں بڑے خدشات کا سبب بن سکتا ہے۔ ان دونوں شعبوں میں حالیہ پیش رفت زری انتظام کو پیچیدہ کر رہی ہے۔



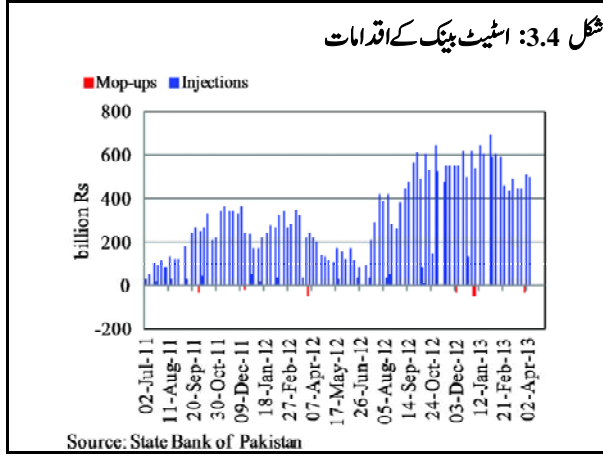
مجموعی سطح پر جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران زیر وسیع کی رسد میں 9 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 8.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ تاہم بینکوں سے حکومت کی بھاری میزانیہ قرض گیری اس زری توسیع کا اہم ذریعہ بنی (شکل 3.2)۔ دوسرے لفظوں میں حکومت نے جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران شعبہ بینکاری سے 836.4 ارب روپے قرض لیا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 932.8 ارب روپے لیا تھا۔

م س 13ء میں سرکاری قرض گیری میں آنے والی معمولی کمی کو دو واقعات کے تناظر میں دیکھنا چاہیے جو ایک ہی بار رونما ہوئے: م س 12ء میں گردش قرضہ جمع ہوجانے کی بنا پر (391 ارب روپے کی) یکمشت ادائیگیاں، اور م س 13ء کی پہلی ششماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ سے (1.8 ارب ڈالر کی) وصولی۔ ان میں سے مؤخر الذکر نے اس عرصے کے دوران سرکاری قرض گیری کی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد دی۔

جہاں تک شعبہ بینکاری کا تعلق ہے، مجموعی رقوم سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت نے زیادہ تر کمرشل بینکوں سے قرض گیری پر انحصار کیا، اور جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران اسٹیٹ بینک کو اپنا کچھ قرضہ واپس بھی کیا۔ تاہم سہ ماہی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کی رقوم پر حکومت کا انحصار سال گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا (شکل 3.3)۔

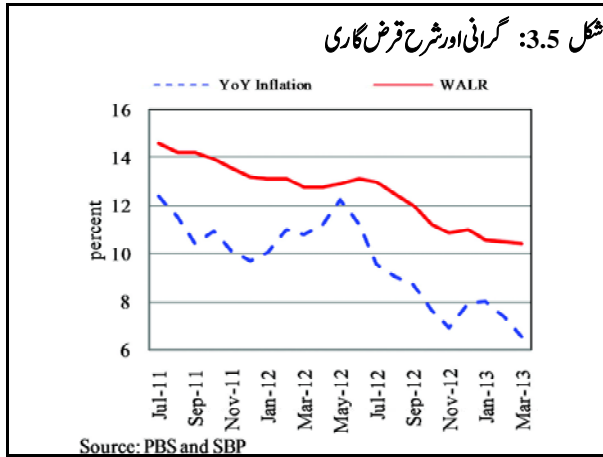


شکل 3.4: اسٹیٹ بینک کے اقدامات



درحقیقت کمرشل بینک زیر جائزہ عرصے کے دوران رقوم کے لیے حکومت کی طلب کو پورا کرنے کے لائق امانتیں جمع نہ کر سکے۔<sup>4</sup> اس کے ساتھ ساتھ بیرونی قرضوں (ماسوائے آئی ایم ایف) کی واپسی اور زر مبادلہ کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے اقدامات کے نتیجے میں منڈی میں روپے کی سیالیت دباؤ میں رہی۔ ان حالات میں اسٹیٹ بینک بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کا ادخال کرتا رہا تاکہ منڈی کی سرگرمیاں ہموار طریقے سے چلتی رہیں۔ بازار زر کے سودوں کا حجم ستمبر 2012ء سے 500 ارب روپے کے لگ بھگ رہا ہے جو گزشتہ سال کے اسی عرصے کے حجم سے خاصا زائد ہے، جیسا کہ شکل 3.4 میں دکھایا گیا ہے۔

شکل 3.5: گرانہ اور شرح قرض گاری

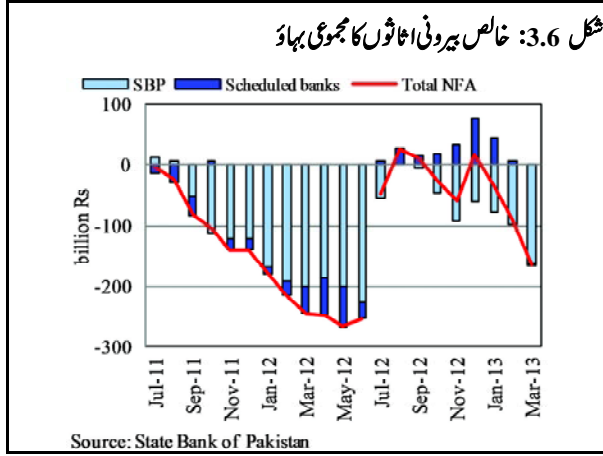


زری پالیسی کے فیصلوں کی منتقلی کو یقینی بنانے کے لیے بھی نظام کو سیالیت کی فراہمی ضروری تھی، یعنی یہ امر یقینی بنانا کہ بینک نئی شعبے کے قرضے کی لاگت کو کم کریں۔ پالیسی ریٹ میں کٹوتیوں کے بعد (نئے) قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود جون 2012ء کے بعد سے 267 بی پی ایس کی کے نتیجے

میں 10.5 فیصد تک آگئی۔ نئی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں ہونے والے معمولی سے اضافے میں یہ ایک اہم عامل تھا۔ تاہم یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شرح سود میں کمی کے اثرات جزوی طور پر زائل ہو گئے تھے کیونکہ قرض گیری کی حقیقی لاگت، یعنی گرانہ سے مطابقت کے بعد قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود کم و بیش مستقل رہی (شکل 3.5)۔

مطلق معنوں میں نئی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران 165.1 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 42.9 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔<sup>5</sup> نئی شعبے کی قرض گیری کے نتیجوں زمروں (جاری سرمائے کے قرضے، معینہ سرمایہ کاری قرضے، اور تجارتی قرضے) کا حجم مالی سال کی پہلی تین سہ ماہیوں میں بڑھ گیا۔ مزید برآں، شعبوں کو قرضوں کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اضافہ وسیع البینا دیکھی تھا۔

<sup>4</sup> جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران کمرشل بینکوں کے پاس موجود نئی شعبے کی امانتوں میں 482.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ کمرشل بینکوں نے میزبانہ کاروباری کے لیے 860.2 ارب روپے قرض دیا۔  
<sup>5</sup> 137.6 ارب روپے کی تین سالہ اوسط سے موازنہ کیا ہے۔



آخر، جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران صارفی مالکاری میں بھی 8.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، حالانکہ گزشتہ چار سال (م س 09ء تا م س 12ء) کے دوران اس زمرے میں سکڑاؤ دیکھا گیا تھا۔ حالیہ اضافہ پیشتر ذاتی قرضوں میں ہوا جبکہ صارفی مالکاری کے دیگر زمروں (رہن قرضوں، پائیدار صارفی اشیاء اور کریڈٹ کارڈ) کا حجم اب بھی کم ہو رہا ہے۔

### 3.2 زری مجموعوں میں تبدیلیاں

گزشتہ سال کی طرح م س 13ء کے جولائی تا مارچ

عرصے میں بھی تمام کی تمام زری توسیع بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں کی بنا پر ہوئی، جبکہ خالص بیرونی اثاثوں میں رد و بدل نے اس توسیع کو جزواً زائل کر دیا۔ تاہم جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران خالص بیرونی اثاثوں میں 161.2 ارب روپے کی خالص کمی ہوئی جو گزشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران ہونے والی 244.3 ارب روپے تخفیف سے کم ہے: اس کی وجہ توازن ادائیگی کی صورتحال میں آنے والی نسبتاً بہتری ہے۔<sup>6</sup>

اس سال خالص بیرونی اثاثوں میں کی بنیادی طور پر تیسری سہ ماہی میں ہوئی (شکل 3.6)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ م س 13ء کی پہلی ششماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی دو قسطیں موصول ہونے کی بنا پر اس عرصے کے دوران جاری حسابات مثبت رہے۔ تاہم اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم نہ ملنے کے علاوہ ترسیلات زر میں کمی اور تجارتی خسارہ جوں کا توں رہنے کا نتیجہ م س 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کی صورت میں نکلا۔

جہاں تک بینکوں کا تعلق ہے، کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران 1.8 ارب روپے بڑھے لیکن اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 163 ارب روپے کمی نے اس اضافہ کو دھندلا دیا۔ اگرچہ اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم نے بیرونی کھاتے پر دباؤ محدود رکھنے میں مدد دی، تاہم بیرونی قرضوں کے واجبات (ماسوائے آئی ایم ایف)، محدود مالی رقوم، اور زرمبادلہ منڈی میں اقدامات، جیسے دیگر عوامل اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں خالص کمی کا سبب بنے۔ دوسری جانب، زیر جائزہ عرصے کے دوران کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں معمولی اضافے کی وجہ بینکوں کی بیرون ملک رکھی گئی رقوم میں اضافہ، اور غیر اقامتی بیرونی کرنسی امانتوں میں کمی تھی۔<sup>7</sup>

<sup>6</sup> جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران بیرونی کھاتے کے مجموعی توازن میں 1.8 ارب ڈالر خسارہ آیا جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 2.7 ارب ڈالر خسارہ ہوا تھا۔ اس سلسلے میں نمایاں عامل جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کے 1.8 ارب ڈالر کی وصولی تھی۔

<sup>7</sup> جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران 431 ملین ڈالر کے تجارتی مالکاری کے بیرونی قرضے واپس کیے گئے۔ بینکوں کی تحویل میں بیرون ملک رقوم بھی اس عرصے کے دوران 224 ملین ڈالر بڑھ گئیں۔ غیر اقامتی بیرونی کرنسی امانتیں، جو بینکوں کی بیرونی ذمہ داری ہوتی ہیں، اسی عرصے کے دوران 278 ملین ڈالر کم ہو گئیں اس سے بھی جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے بڑھ گئے۔

## خالص ملکی اثاثے

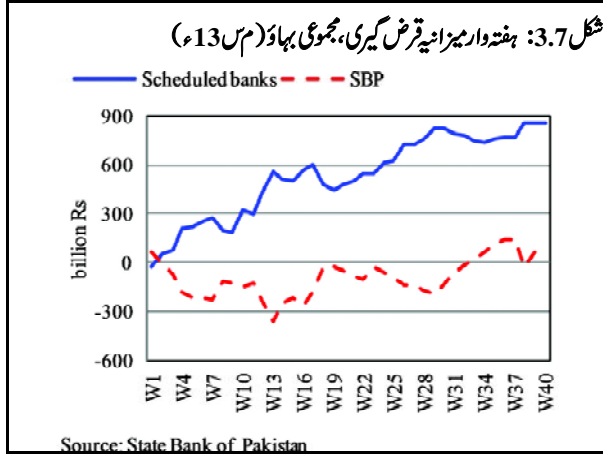
جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں 11.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 13.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ حالیہ اضافے کی بڑی وجہ سرکاری قرض گیری ہے، جبکہ نجی شعبے کو اور سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ معمولی سا بڑھا۔ خالص ملکی اثاثوں کے ایک اہم جز واجناسی سرگرمیوں میں زیر جائزہ عرصے کے دوران خالص واپسی دیکھی گئی۔

## اعانت میزانیہ کے لیے سرکاری قرض گیری<sup>8</sup>

جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران اعانت میزانیہ کے لیے مجموعی سرکاری قرض گیری گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں معمولی سی کم ہو گئی (جدول 3.1)۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، اس نسبت کی بڑی وجہ ایک ہی بار رونما ہونے والے دو واقعات تھے، اور مالیاتی کمزوریاں

جدول 3.1: زری مجموعوں میں ردوبدل (جولائی تا مارچ)								
ارب روپے								
م س 13ء				م س 12ء				
جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	
686.4	74.0	558.4	54.0	545.4	166.0	400.4	-21.0	زیر وسیع (زرر)
-161.2	-178.4	5.4	11.8	-244.3	-104.5	-57.2	-82.7	خالص بیرونی اثاثے
-163.0	-103.1	-55.6	-4.3	-200.0	-77.4	-69.3	-53.3	اسٹیٹ بینک
1.8	-75.3	61.0	16.0	-44.3	-27.0	12.1	-29.4	جدولی بینک
847.6	252.3	553.0	42.2	789.8	270.5	457.6	61.7	خالص ملکی اثاثے
387.0	114.7	170.6	101.7	381.2	143.6	116.9	120.8	اسٹیٹ بینک
460.6	137.6	382.4	-59.4	408.6	126.9	340.7	-59.0	جدولی بینک
خالص ملکی اثاثوں کے اہم اجزا								
725.3	247.0	319.2	159.0	840.6	148.7	512.3	179.6	سرکاری قرض گیری
836.4	318.3	365.6	152.5	932.8	176.7	571.7	184.4	برائے میزانیہ مالکاری
-23.7	192.5	183.2	-399.4	199.1	81.8	219.2	-101.9	اسٹیٹ بینک
860.2	125.9	182.4	551.9	733.7	95.0	352.4	286.3	جدولی بینک
-112.5	-73.7	-47.8	9.0	-92.9	-29.4	-60.8	-2.8	اجناسی سرگرمیاں
184.6	39.8	214.3	-69.4	56.8	144.2	-23.9	-63.4	غیر سرکاری شعبہ
139.8	35.3	189.5	-84.9	200.5	7.0	282.2	-88.7	نجی شعبے کو قرضہ
44.9	4.6	24.8	15.5	-144.3	137.2	-306.8	25.2	سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ
یادداشتی اجزا: نقد بنیاد پر سرکاری قرض گیری								
856.7	298.7	346.4	211.5	876.1	141.7	573.6	160.8	بینک
-25.7	182.1	39.8	-247.6	195.2	70.8	227.9	-103.5	اسٹیٹ بینک
882.4	116.6	306.6	459.2	680.9	70.9	345.7	264.3	جدولی بینک
ماخذ: بینک دولت پاکستان								

8 'ضمیمہ الف' میں ڈیٹا کا تشریحی نوٹ 4 (بی) ملاحظہ کیجیے۔



برقرار رہیں۔ دوسرے لفظوں میں گزشتہ سال سرکاری قرض گیری میں 391 ارب روپے کی یکبارگی ادائیگی بھی شامل تھی جو گردش قرضے کے خاتمے کے لیے کی گئی۔ اس یکبارگی قرض گیری کو منہا کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس سال سرکاری قرض گیری گزشتہ برس سے خاصی زائد ہے۔ ایک اور اہم عامل م 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم کی وصولی ہے جس نے سرکاری قرض گیری کے مجموعی حجم کو محدود رکھنے میں مدد دی۔

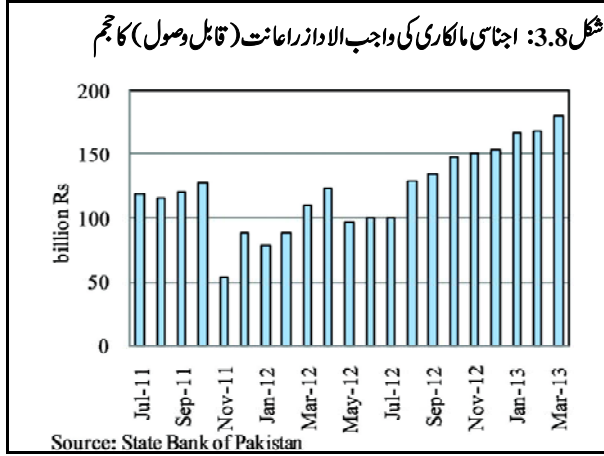
جہاں تک بینکوں کا تعلق ہے، جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری میں 23.7 ارب روپے کی آگئی جبکہ کمرشل بینکوں سے سرکاری قرض گیری 860.2 ارب روپے بڑھ گئی (آخر م 12ء کے حجم سے 41.1 فیصد اضافہ) (شکل 3.7)۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سال حکومت نے میزانی مالکاری کے لیے کمرشل بینکوں پر بھاری انحصار کیا۔

تاہم اعداد و شمار م 13ء کے دوران سرکاری قرض گیری کے حقیقی رویے کو پوشیدہ رکھ سکتے ہیں۔ سرکاری قرض گیری کے سہ ماہی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کو خالص ادائیگی م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں کی گئی جس کی وجہ سے اگلی سہ ماہیوں میں اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری میں اضافے کے اثرات زائل ہو گئے۔ دوسری جانب، م 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں سے بھاری سرکاری قرض گیری کا نتیجہ یہ نکلا کہ جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران کمرشل بینکوں سے مجموعی قرض گیری بعد کی سہ ماہیوں میں خاصی کم قرض گیری کے باوجود بلند رہی (جدول 3.1)۔

#### اجناسی مالکاری

حکومت نے میزانی قرض گیری کے علاوہ اجناسی خریداری کے لیے بھی کمرشل بینکوں سے قرضہ لیا۔ جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران حکومت نے ان میں سے 112.5 ارب روپے قرضہ خالص واپس کر دیا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 92.9 ارب روپے واپس کیے تھے۔ قرضے کی حالیہ واپسی میں بڑا حصہ ان قرضوں کا ہے جو خریداری کا نیا سیزن شروع ہونے سے قبل، گزشتہ برس گندم کی خریداری کے لیے لیا گیا تھا۔<sup>9</sup> دوسرے لفظوں میں پنجاب کے محکمہ خوراک نے اکتوبر کے بعد اپنا گندم کا ذخیرہ تیزی کے ساتھ استعمال کر لیا چنانچہ وہ 84.4 ارب روپے واپس کرنے کے قابل ہوا، جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران سندھ کے محکمہ خوراک نے بھی 30.3 ارب روپے واپس کیے۔ معمول کے مطابق ذخیرے کے استعمال کے ساتھ ساتھ اس عرصے کے دوران گندم کی درآمد سے بھی قرضوں کی واپسی میں مدد ملی۔

<sup>9</sup> گندم خریدنے والے اداروں نے زیر جائزہ عرصے کے دوران 145.4 ارب روپے کی خالص واپسی کی۔



تاہم گندم کے قرضوں کی واپسی کے ساتھ ہی شکر کی خریداری اور کھاد کی درآمد کے لیے نئے قرضے لے لیے گئے جس نے قرضوں کی واپسی کا اثر جزو وائز کر دیا۔<sup>10</sup> شکر کی برآمدات بڑھنے کے باوجود (جس سے قرض واپسی میں مدد ملنی چاہیے تھی) زیر جائزہ عرصے کے دوران شکر کی خریداری کی بنا پر، واجب الادا قرضوں میں 14.5 ارب روپے کا اضافہ ہو گیا۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اجناسی خریداریوں (خصوصاً گندم اور کھاد) پر واجب الادا ذراعات (قابل وصول) میں جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران نمایاں اضافہ ہوا۔ گذشتہ مالی سالوں کے دوران واجب الادا ذراعات کا بڑھتا ہوا رجحان اکتوبر 2011ء میں بلند ترین سطح پر پہنچا، اس کے برخلاف اس سال ذراعات کا حجم اب بھی بڑھ رہا ہے (شکل 3.8)۔ اس طرح نہ صرف خریدار اداروں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے بلکہ نتیجتاً حکومت کو بھی نسبتاً بھاری مالی لاگت برداشت کرنی پڑتی ہے۔<sup>11</sup>

**جدول 3.2: سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضے میں روپے (م س 13ء)**

ارب روپے	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	جولائی تا مارچ
سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ	15.5	24.8	4.6	44.9
پاکستان اسٹیل مل	3.3	4.9	3.8	12.0
پاکستان اسٹیٹ آئل	13.3	-15.1	8.5	6.6
پی آئی اے	-0.2	12.8	1.9	14.5

ماخذ: بینک دولت پاکستان

#### سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضے

جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضے میں 44.9 ارب روپے اضافہ ہوا (جدول 3.2)، جبکہ گذشتہ برس انہوں نے 144.3 ارب روپے واپس کیے تھے۔ گذشتہ برس قرضے کی خالص واپسی کی بنیادی وجہ اگرچہ (خصوصاً توانائی سے متعلق سرکاری اداروں کو) قرضے کی سبجائی تھی،<sup>12</sup> اس سال کی قرض گیری سے ان سرکاری اداروں کی متواتر کمزور پڑتی مالی صورتحال کی عکاسی ہوتی ہے۔

<sup>10</sup> کھاد کے شعبے کی جانب سے نئی قرض گیری 17.9 ارب روپے بڑھ گئی۔

<sup>11</sup> اجناسی مالکاری کے واجب الادا قرضوں میں 6.3 فیصد سال بسال اضافہ دیکھا گیا۔ میزانیہ مالکاری کے لیے کرنشل بینکوں سے سرکاری قرض گیری کی لاگت کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو اجناسی مالکاری کے قرضے مہنگے نکلیں گے۔

<sup>12</sup> سرکاری شعبے کے اداروں کے قرضے کی حکومت کو منتقلی کی بنا پر گذشتہ سال قرض ادا ہوا تھا۔ 312 ارب روپے کا ایک بارگی تصفیہ شامل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران سرکاری شعبے کے اداروں کو دیے گئے قرضے میں 168 ارب روپے اضافہ ہوا۔

زیر جائزہ عرصے کے دوران جن سرکاری اداروں نے بھاری قرض گیری کی ان میں پاکستان اسٹیل ملز، پاکستان اسٹیٹ آئل اور پی آئی اے شامل ہیں:

- ☆ پاکستان اسٹیل ملز لمیٹڈ کی بحالی کے لیے اقتصادی رابطہ کمیٹی نے جولائی 2012ء میں ایک 'ہیل آؤٹ پیکیج' کی منظوری دی۔<sup>13</sup>
- ☆ بجلی کے شعبے کی ایک ہولڈنگ کمپنی کو قرضے میں بھی اسی عرصے کے دوران اضافہ درج کیا گیا، ((<sup>14</sup> اور
- ☆ بعض بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے لیے پاکستان انٹرنیشنل ائیر لائن کمپنی کی قرض گیری بڑھ گئی۔

### نئی شعبے کو قرضہ

جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران نئی شعبے کو مجموعی قرضہ 4.1 فیصد (139.8 ارب روپے) بڑھ گیا جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران 6.4 فیصد (200.5 ارب روپے) بڑھا تھا (جدول 3.3)۔

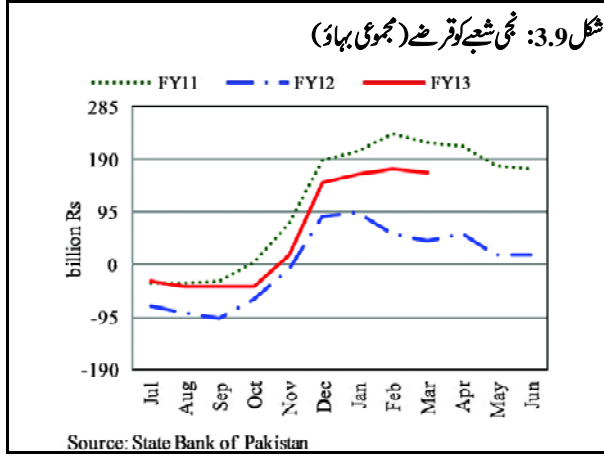
جدول 3.3: نئی شعبے کو قرضے میں رد و بدل							
ارب روپے							
م س 13ء				م س 12ء			
جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی
139.8	35.3	189.5	-84.9	200.5	7.0	282.2	-88.7
مجموعی							
جس میں سے							
165.1	18.6	186.1	-39.6	42.9	-43.2	181.3	-95.3
نئی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے							
15.6	4.4	12.3	-1.1	7.5	-4.4	9.0	2.9
حصص اور تسکات میں سرمایہ کاری							
8.5	1.9	8.4	-1.8	-8.5	-1.2	-2.8	-4.5
صارفی مالکاری							
-76.3	2.0	-12.6	-65.7	65.9	41.7	18	6.6
غیر بینک مالی کمپنیوں کو قرضہ							
ماخذ: بینک دولت پاکستان							

قرضے کے استعمال میں کمی رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں زری نرمی کے پیش نظر بظاہر پریشان کن ہے، تاہم اس کی کا بیشتر سبب غیر بینک مالی کمپنیوں میں بینکوں کی سرمایہ کاری میں آنے والی کمی ہے، زیر جائزہ عرصے کے دوران یہ کمی 76.3 ارب روپے تھی، اس کے برعکس گزشتہ برس اسی عرصے میں 65.9 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ صورتحال کی اس یکسر تبدیلی کا سبب میوچل فنڈز میں سرمایہ کاری پر ٹیکس ترغیبات میں ہونے والی کمی،<sup>15</sup> اور پالیسی ریٹ میں کٹوتی کے بعد سرکاری تسکات پر کم منافع ہے۔

<sup>13</sup> یہ ایک میعاد قرضہ تھا جو خام مال کی درآمد کے نامہ ترسیل (ایم سی) کھلوانے کے لیے اور کمپنی کے اخراجات جاریہ پورے کرنے کے لیے لیا گیا۔

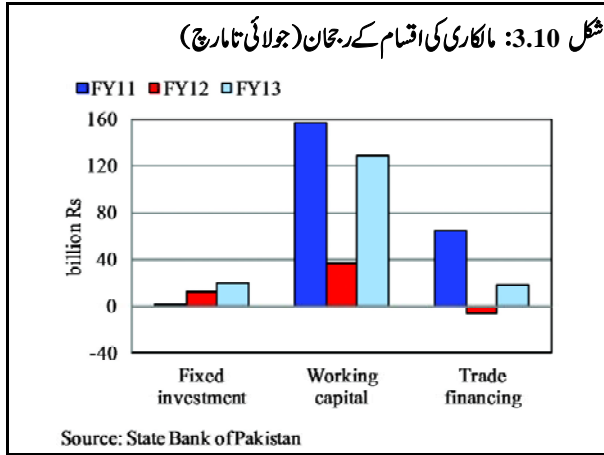
<sup>14</sup> م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تیل کی مارکیٹنگ کمپنی نے ابتدائی طور پر 13.3 ارب روپے قرض لیا جس میں سے 12 ارب روپے جاری سرمائے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تھے۔ تاہم جون 2012ء سے مارچ 2013ء کے اختتام تک مجموعی قرض گیری 6.6 ارب روپے تھی۔

<sup>15</sup> ٹیکس ترغیبات پر نظر ثانی کے بعد بازار زر کے فنڈز اور آمدنی فنڈز سے موصول آمدنی (منافع منقسمہ) پر م س 13ء میں 25 فیصد اور م س 14ء میں 35 فیصد کی شرح سے ٹیکس عائد ہوگا (فنانس ایکٹ 2012ء)، جبکہ م س 12ء تک یہ 10 فیصد تھا۔ چنانچہ یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ سرکاری تسکات میں غیر بینک/کارپوریٹ سرمایہ کاری میں جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران 140.8 ارب روپے کی آگئی۔



نجی شعبے کے قرضے کی ذیل میں 'نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے' جو اس مہ 70 فیصد سے زائد ہیں، جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران 6.7 فیصد بڑھ گئے جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 1.8 فیصد بڑھے تھے (شکل 3.9)۔

محدود اساسی اثر<sup>16</sup> کے علاوہ اس کا ایک سبب قرض گیری کی کم لاگت بھی معلوم ہوتا ہے۔ 'نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے' کے تینوں زمروں، یعنی جاری سرمائے کے قرضوں، معینہ سرمایہ کاری قرضوں، اور تجارتی مالکاری میں معمولی اضافہ دیکھا گیا ہے۔ ان زمروں میں سے جاری سرمائے کے قرضے کی ادائیگی معینہ سرمایہ کاری قرضوں اور تجارتی مالکاری سے خاصی بلند رہی (شکل 3.10)۔



زیر جائزہ عرصے کے دوران مطلق معنوں میں 'جاری سرمائے کے قرضے' 128.6 ارب روپے بڑھے جبکہ گزشتہ مالی سال اسی عرصے کے دوران ان میں صرف 37.2 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ بظاہر وسیع البتہ دہے تاہم بعض شعبوں سے مخصوص صورتحال کو اجاگر ہونا چاہیے۔

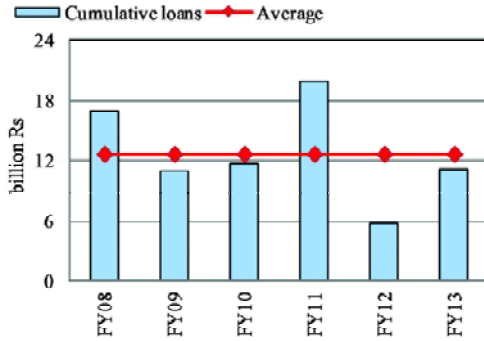
☆ چاول کی پراسسنگ صنعت کو جاری سرمائے کے قرضے جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران 11.1 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 5.7 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (شکل 3.11)۔ حالیہ اضافے کی بڑی وجہ گزشتہ برس قرضے کا غیر معمولی طور پر کم استعمال (یعنی اساسی اثر)،<sup>17</sup> اور اس سال چاول کی برآمد میں کچھ اضافہ ہے۔<sup>18</sup>

<sup>16</sup> م 12ء میں نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی غیر معمولی طور پر کم رہی جس کی وجہ یہ تھی کہ نجی شعبے کا قرضہ سرکاری شعبے کو منتقل ہو گیا تھا، اور حکومت نے شکر اور کھاد کے شعبوں میں مداخلت کی تھی۔

<sup>17</sup> چاول کے شعبے کو گزشتہ سال کم قرضے کی فراہمی غیر معمولی صورتحال تھی کیونکہ قرضے کی طلب بلند شرح سود کی بنا پر بحیثیت مجموعی کم تھی، اور قرضے کے کم معیار کی بنا پر بینک نجی شعبے کو قرضہ دینے میں متذبذب تھے۔

<sup>18</sup> جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران چاول کی برآمدات 135.3 ارب روپے تک جا پہنچی جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں یہ 133.7 ارب روپے رہی تھی۔

شکل 3.11: چاول کے شعبے کو جاری سرمائے کے قرضے (جولائی تا مارچ)



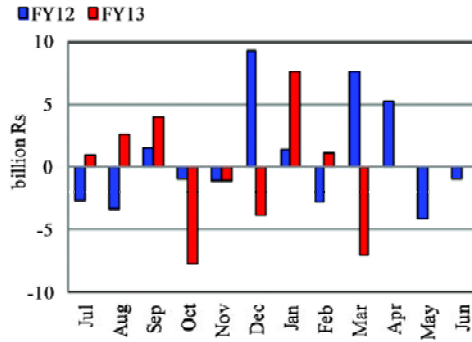
Source: State Bank of Pakistan

☆ شکر کی صنعت کو جاری سرمائے کے قرضے اس سال تیزی سے بڑھے۔ م س 13ء میں شکر کی اضافی پیداوار،<sup>19</sup> ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کی جانب سے شوگر ملوں کو تاخیر سے ادائیگی، شکر کی برآمد،<sup>20</sup> اور اساسی اثر کا کم ہونا<sup>21</sup> وہ بڑی بڑی وجوہات ہیں جن کے باعث اس شعبے میں جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ ہوا۔

● ٹیکسٹائل کے شعبے کو بھی جاری سرمائے کے قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اس کا ایک ثبوت ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافہ،<sup>22</sup> اور لان پرنٹس کی فروخت سے منسلک موہمی اضافہ ہے۔

● بوتل بند مشروبات اور دیگر مشروبات کی صنعت کو بھی جاری سرمائے کے قرضے نمایاں طور پر بڑھ گئے۔ تفصیلات کے مطابق ایک بڑی مشروبات ساز کمپنی نے استعداد بڑھانے کی غرض سے اپنے تین پلانٹس کی تعمیر کے لیے خاصا بھاری قرضہ لیا۔

شکل 3.12: کھاد کے شعبے کو قرضے (ماہانہ بہاؤ)



Source: State Bank of Pakistan

● جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران کھاد کے شعبے کو جاری سرمائے کے قرضے گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں کم ہو گئے۔ اس کی بڑی وجہ گیس کی مسلسل قلت کے باعث پیداوار میں کمی تھی (شکل 3.12)۔<sup>23,24</sup>

19 م س 12ء کے دوران گئے کی پیداوار 58 ملین ٹن تھی جبکہ اس سال یہ 62.5 ملین ٹن رہی۔

20 شوگر ملوں نے زیر جائزہ عرصے کے دوران 575.4 ہزار میٹرک ٹن چینی برآمد کی جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 4.24 ہزار میٹرک ٹن برآمد کی تھی۔

21 م س 12ء میں حکومت نے شکر کے شعبے میں خاصی مداخلت کی۔ اس نے 4.8 ملین ٹن چینی خرید لی، جس سے منڈی میں چینی کی گرتی ہوئی قیمتیں نہ صرف مستحکم ہوئیں بلکہ اس صنعت میں نقد رقم کے بہاؤ میں بھی مدد ملی۔

22 جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران ٹیکسٹائل برآمدات 9.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں یہ 9 ارب ڈالر تھی۔

23 تاہم جنوری م س 13ء میں رواں ماکار میں بڑا اضافہ ہوا، اس کی بڑی وجہ اس ماہ کے دوران نائٹرو فاسفیٹ کھاد کے ذخائر میں اضافہ تھا جس سے سیالیت ختم ہو گئی۔ نائٹرو فاسفیٹ یوریا کا متبادل ہے، عموماً یوریا کی قلت کے زمانے میں نائٹرو فاسفیٹ کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ تاہم اس رقبے کے موسم میں یوریا کے کافی ذخائر موجود رہے۔

24 تاہم گیس کی فراہمی میں بہتری کے بعد اکتوبر 2012ء سے کھاد کی پیداوار میں کچھ موآئی ہے۔



- بجلی اور گیس کے اداروں نے زیر جائزہ عرصے کے دوران 11.6 ارب روپے کے قرضے استعمال کیے جبکہ گزشتہ برس انہوں نے 7.8 ارب روپے واپس کیے تھے (جدول 3.4)۔ اس بالعکس صورتحال کا سبب گزشتہ سال گزشتی قرضے کے جزوی تصفیے کو قرار دیا جاسکتا ہے جس نے بجلی کے شعبے کے اداروں کے واجب الادا قرضوں کو کم کر دیا تھا۔<sup>25</sup>

جدول 3.4: قرضوں کا بہاؤ (جولائی تا مارچ)								
ارب روپے								
مجموعی قرضے		تجارتی کاروباری		جاری سرمایہ		معیّن سرمایہ کاری		
م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	
42.9	165.2	-6.4	17.3	37.2	128.6	12.2	19.3	کاروباری شعبے کے قرضے
65.0	145.5	-0.9	17.5	52.5	112.5	13.4	15.5	اشیا سازی
22.8	60.4	8.0	10.5	10.5	40.1	4.3	9.8	خوراک اور شروبات
0.4	4.9	0.8	0.5	-2.0	0.8	1.6	3.6	دودھ کی مصنوعات
8.8	39.9	3.2	2.9	4.8	30.6	0.8	6.5	شکر
7.5	15.1	1.7	3.5	5.7	11.1	0.2	0.5	چاول کی پراسسنگ
-1.4	1.8	-1.6	0.7	0.4	3.7	-0.2	-2.6	مشروبات
-0.5	1.6	-0.9	0.7	0.5	3.8	-0.2	-2.8	سافٹ ڈرنکس اور دیگر مشروبات
16.4	74.9	-9.1	10.1	19.6	56.8	6.0	8.1	ٹیکسٹائل
15.8	34.0	-4.0	-2.9	17.5	35.4	2.3	1.5	اسپینگ
-0.3	10.7	2.1	3.5	-5.0	6.3	2.6	0.9	بنائی
0.9	11.8	-0.5	-0.8	1.1	7.5	0.2	5.1	فیشنگ
-1.9	6.9	-4.8	2.8	1.9	4.3	1.0	-0.2	تیار شدہ ٹیکسٹائل
8.8	-3.3	0.1	-2.8	6.2	3.5	2.5	-4.0	کھاد
2.6	6.4	0.7	1.6	2.1	3.7	-0.3	1.1	ربڑ اور پلاسٹک مصنوعات
2.8	6.2	0.7	1.7	2.1	3.6	-0.1	0.9	پلاسٹک مصنوعات
-0.2	5.6	0.4	1.2	0.1	1.3	-0.7	3.0	برقی مشینیں اور آلات
-4.3	1.8	-2.8	-2.0	-3.5	-4.4	2.0	8.2	تجارت اور کاروبار
-1.4	8.7	0.9	-0.2	-2.6	3.6	0.2	5.3	دیگر نجی کاروبار
ماخذ: بینک دولت پاکستان								

جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران 'معیّن سرمایہ کاری قرضے' (ایک سال سے زائد عرصیت کے قرضے) معمولی سے بڑھے۔ یہ حوصلہ افزا ہے کیونکہ متعدد صنعتیں بڑھتے ہوئے مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے اپنے کاروباری طریقوں کو ڈھب پر لا رہی ہیں۔ خصوصاً ڈیری مصنوعات کے اشیا ساز استعداد بڑھانے کے لیے سرمایہ کاری کر رہے ہیں جبکہ خوراک تیار کرنے والی ایک بڑی کمپنی نے خشک دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لیے قرضہ حاصل کر لیا ہے۔ اسی طرح بعض شوگر ملوں نے ایندھن کے طور پر باگاس (bagass) اور باپو ماس (biomass) کے ذریعے بجلی پیدا کرنے میں خود انحصاری کی غرض سے قرضے حاصل کیے ہیں۔

<sup>25</sup> 93.4 ارب روپے کے قرضہ واجبات فروری م 12ء میں، انڈر قوم کی قلت سے دو چار نجی شعبے کے توانائی کے اداروں سے پاور ہولڈنگ کمپنیوں کو منتقل کر دیے گئے تھے۔

جدول 3.5: تجارتی مالکاری جولائی تا مارچ کے دوران (مجموعی بھاد)			
ارب روپے			
م 13ء	م 12ء	م 11ء	
13.8	-0.1	19.8	برآمدی مالکاری اسکیم
5.2	8.9	14.9	ماسوائے برآمدی مالکاری اسکیم
-1.7	-15.2	30.2	درآمدی مالکاری
17.3	-6.4	64.9	مجموعہ
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

غذائی شعبے کے علاوہ دیگر بہت سی صنعتوں بشمول پلاسٹک مصنوعات، کاغذ اور گنتہ، اور برقی مشینری میں استعداد بڑھنے کی علامات دیکھی جا رہی ہیں۔ ربر پلاسٹک کے شعبے کی ایک معروف فرم نے ایک نئے پولی سٹر فلم پلانٹ<sup>26</sup> میں سرمایہ لگایا ہے، جبکہ کاغذ اور گنتے کی صنعت نے متبادل توانائی کے انتظامات اور استعداد بڑھانے کے منصوبوں<sup>27</sup> میں بھاری سرمایہ کاری کی ہے، اور برقی مشینری کی صف اول کی ایک کمپنی اپنی پیداواری صلاحیت بڑھا رہی ہے۔ آخراً، چین میں دھاگے کی بڑھتی ہوئی طلب کا فائدہ اٹھانے کے لیے متعدد ٹیکسٹائل (خصوصاً اسپننگ) فرمیں پیداواری صلاحیت میں اضافہ کر رہی ہیں۔

جدول 3.6: صارفی مالکاری جولائی تا مارچ کے دوران (مجموعی بھاد)			
ارب روپے			
م 13ء	م 12ء	م 11ء	
8.1	-9.7	-19.0	صارفی مالکاری
-2.4	-5.2	-5.4	مکان کی تعمیر کے لیے
2.3	-5.6	-10.6	برائے ٹرانسپورٹ
-1.9	-1.7	-3.4	کریڈٹ کارڈ
-0.1	0.1	0.0	پائیدار صارفی اشیا
10.2	2.7	0.4	ذاتی قرضے
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران تجارتی مالکاری میں 17.3 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں قرضے کے 6.4 ارب روپے واپس کیے گئے تھے۔ تجارتی مالکاری میں برآمدی مالکاری اسکیم کے قرضے (برآمد کنندگان کے لیے رعایتی مالکاری) 13.8 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ برآمدی مالکاری اسکیم کے علاوہ قرضوں میں 5.2 ارب روپے اضافہ ہوا (جدول 3.5)۔

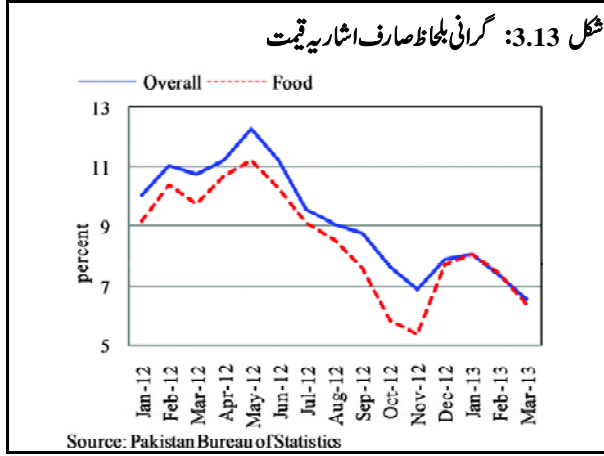
جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران رعایتی قرض گاری (برآمدی مالکاری اسکیم) سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والوں میں چاول، شکر اور ٹیکسٹائل کے شعبے بدستور سرفہرست رہے۔ مالی سال کی پہلی ششماہی میں برآمدی مالکاری اسکیم کی شرح میں 250 بی پی ایس کٹوتیوں نے اس اسکیم کے تحت ملنے والے قرضوں کی طلب بڑھادی۔

آخراً، جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران صارفی مالکاری میں بہتری کی کچھ علامات دکھائی دیں (جدول 3.6)۔ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر اضافہ ذاتی قرضوں کی بنا پر نومبر 2012ء سے ہوا جب سرکاری شعبے کے ایک بڑے بینک نے اپنے ملازمین کی قرضے کی حد میں اضافہ کر دیا تھا۔

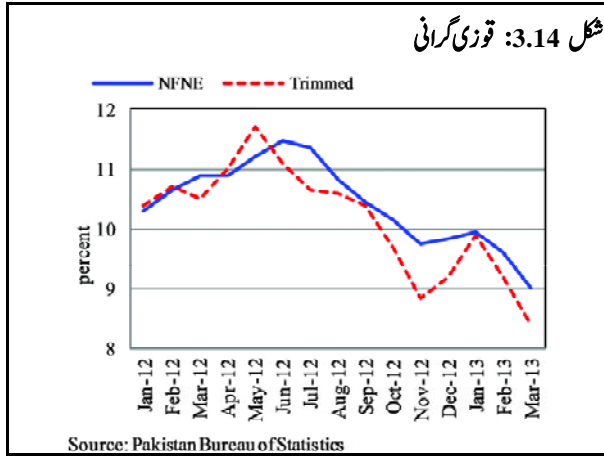
26 PET فلم غذائی پیکیجنگ اور ای سی ڈی / ای ڈی ڈی وی ڈسک، جیسی توانائی کے پتھر اور دیگر صنعتی کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔  
27 جیسے کوئلے اور فرنیس آئل سے چلنے والے کارخانے۔

### 3.3 گرانہ

مارچ 2013ء میں عوامی گرانہ 6.6 فیصد تک گر گئی جو نئے اشاریے کے استعمال بعد سے 45 ماہ میں پست ترین سطح ہے (شکل 3.13)۔ 28 قوزی گرانہ سمیت (شکل 3.14) گرانہ کے تمام پیمانوں میں متواتر کمی کا رجحان موجود ہے چنانچہ قلیل مدت کے دوران گرانہ پست ہی رہنے کا امکان ہے۔ مزید برآں، گرانہ میں کمی وسیع البہیاد رہی ہے اور صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کی اشیا میں گرانہ میں کمی دیکھی گئی (شکل 3.15)۔



### شکل 3.14: قوزی گرانہ



گذشتہ دو برس کے دوران گرانہ میں کمی کی وجوہات ماس 13ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ میں بیان کردی گئی ہیں۔ زیر نظر رپورٹ میں ان عوامل پر توجہ رکھی جائے گی جنہوں نے حال میں گرانہ پر اثر ڈالا، اور مستقبل میں جن کے خطرات ہوں گے۔

### غذائی نرخ

گرانہ میں کمی کی اہم وجہ گذشتہ بارہ ماہ کے دوران غذائی نرخوں کا استحکام ہے (شکل 3.16)۔ 29

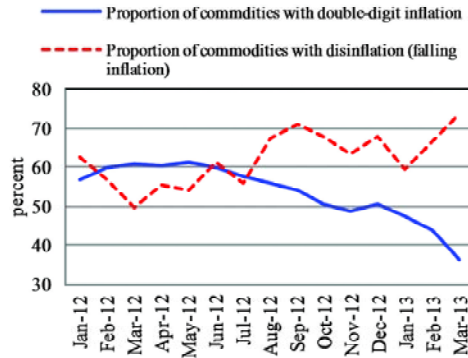
تاہم گندم اور چاول کے نرخوں نے اس رجحان کی پابندی نہیں کی۔ اگرچہ ماس 13ء کی پہلی سہ ماہی میں گندم کی عالمی قیمتیں بڑھنے، اور ماس 13ء کی دوسری سہ ماہی میں گندم کی سرکاری قیمتوں میں اضافے کی بنا پر گندم اور اس کی مصنوعات کے خوردہ نرخ تیسری سہ ماہی کے اختتام تک بڑھ گئے تاہم تب سے خوردہ نرخ بظاہر مستحکم ہو چکے ہیں۔ درحقیقت تیسری سہ ماہی کے دوران گندم کے نرخوں میں معمولی سی کمی بھی آئی ہے۔

دوسری جانب چاول کے نرخوں میں اضافے کی بڑی وجہ عالمی منڈی میں نرخوں کا چڑھنا، اور ملکی پیداوار کا گرنا ہے۔ دیگر اہم غذائی اشیا کی قیمتیں مستحکم رہیں یا کم ہوں۔

28 نیا اشاریہ 2007-08ء کو بنیاد بنا کر تیار کیا جاتا ہے۔

29 خوراک اور اس کے متعلقہ ذیلی گروپ صارف اشاریہ قیمت کا 37.5 فیصد ہیں۔

شکل 3.15: سال بسال گرانی میں وسیع الہیادگی



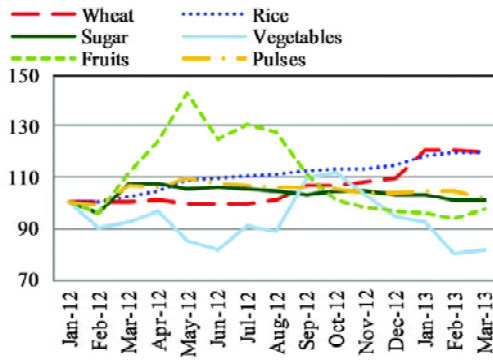
Source: Pakistan Bureau of Statistics

ہمیں چونکہ توقع ہے کہ اس سال گندم کی فصل ملکی طلب سے بڑھ کر ہوگی (اور ملک میں پہلے سے فاضل طور پر موجود گندم میں اضافہ کرے گی) لہذا گندم کی قیمتیں گھٹنے یا جوں کی توں رہنے کی توقع ہے۔<sup>30</sup> چنانچہ غذائی گرانی کے بڑھنے کا واحد خطرہ چاول کی قیمتوں کی طرف سے ہے۔ تاہم کوئی منفی رسد دیکھنا لگا تو غذائی گرانی کا منظر نامہ بحیثیت مجموعی مستحکم رہنے کا امکان ہے۔

#### توانائی کے نرخ

سرکاری نرخوں کے وسیع تر دائرے میں رہتے ہوئے بات کی جائے تو گرانی میں کمی میں توانائی کے نرخوں نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا۔ بجلی کے نرخوں پر نظر ثانی آخری بار مئی 2012ء میں کی گئی تھی اور تب سے وہ مستقل ہیں (شکل 3.17)۔<sup>31</sup> گھریلو صارفین کے لیے قدرتی گیس کے نرخ جولائی 2012ء میں نصف کر دیے گئے تھے اور تب سے ان میں اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔<sup>32</sup> اسی طرح ایندھن کے نرخوں میں اتار چڑھاؤ آیا ہے اور مئی 13ء کے دوران وہ ایک مخصوص حد کے اندر رہے ہیں۔<sup>33</sup> ان عوامل کے سبب گرانی کا دباؤ محدود رہا ہے، اور اس نے ہماری رائے میں گرانی کی توقعات کو بھی دھیمہ کیا ہے۔

شکل 3.16: چندہ غذائی اشیاء کی قیمتوں کے اشاریے (جنوری 2012=100)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

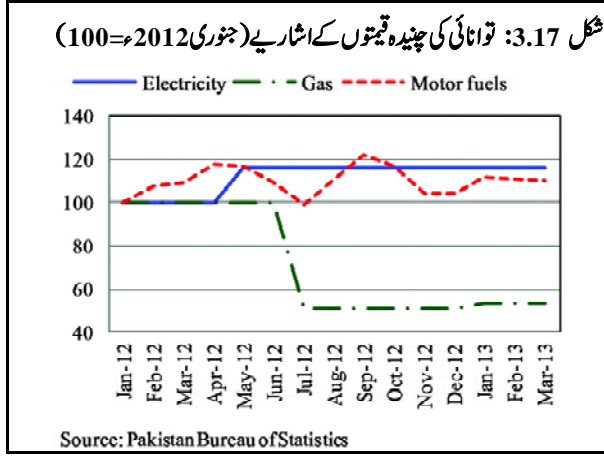
تاہم بجلی کے نرخوں میں اضافہ بعد از میعاد ہے۔ جولائی 2013ء کے بعد سے گیس کی قیمتیں بھی گرانی میں کمی کا سلسلہ روک دیں گی، کیونکہ ان میں اندازاً 10 فیصد اضافے کا امکان ہے۔ اگر حکومت نے اپنے خسارے پر قابو پانے کے لیے پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی میں، جو ذرائع نقل و حمل پر سرچارج کی صورت میں نافذ کیا جاتا ہے، اضافے کا فیصلہ کیا تو ایندھن کی قیمتیں بھی بڑھ سکتی ہیں۔ توانائی کے نرخوں نے مئی 13ء میں اب تک گرانی کم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے (اور وہ بقیہ سال بھی اسے جاری رکھیں گے) تاہم اس کا امکان کم ہے کہ وہ گرانی کو بڑھنے سے مزید روک سکیں۔

30 مارچ 2013ء تک ملک میں گندم کے مجموعی ذخائر 2.5 ملین ٹن تھے۔

31 گھریلو صارفین کے لیے نرخوں میں 16 فیصد اضافہ مئی 2012ء میں کیا گیا تھا۔

32 گھریلو صارفین کے لیے قدرتی گیس کی قیمت جولائی 2012ء میں اوسطاً 49 فیصد کم کی گئی تھی۔

33 اس اشاریے کا تقریباً تین چوتھائی پیٹرول اور ڈیزل پر، جبکہ اندازاً ایک چوتھائی سی این جی پر مشتمل ہے۔



#### بیرونی شعبہ

پاکستانی معیشت کو م س 13ء کے دوران اب تک کوئی بیرونی دھچکا نہیں پہنچا (مثال کے طور پر روپے کی قدر میں تیزی سے کمی یا تیل کی عالمی قیمتوں میں اچانک اضافہ) جس سے گرانی کو محدود رکھنے میں مدد ملی۔ روپے کی قدر میں اب تک کمی ہوئی بھی ہے تو بتدریج ہوئی ہے اور اجناس کے عالمی نرخ مستحکم رہے ہیں۔ صرف چاول اور کپاس وہ دو اجناس ہیں جن کے نرخ م س 13ء کے دوران عالمی منڈی میں بڑھتے رہے ہیں۔

نرخوں میں اس اضافے کے اثرات ملک کی تھوک اور خوردہ قیمتوں کو منتقل ہوتے رہے ہیں تاہم ان اثرات کا صارف اشاریہ قیمت کے بقیہ اجزاء تک پہنچنا ناممکن ہے۔ عالمی معاشی ماحول کے دھیمے پن کے پیش نظر پیشتر ایشیا کی قیمتیں مستحکم رہنے کا یا ان میں کمی کا امکان ہے۔ چنانچہ عالمی قیمتوں میں اچانک اضافہ ہوا بھی تو اس کے خطرات محدود ہی رہیں گے۔ گرانی کو زیادہ خطرہ اس امر سے لاحق ہے کہ توازن ادائیگی کی صورتحال میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے اور اس کے نتیجے میں روپے کی قدر کم ہو جائے جس سے گرانی کا منظر نامہ بری طرح متاثر ہو سکتا ہے۔

#### منظر نامہ

اس مرحلے پر کوئی خفی بیرونی دھچکا گلنے کے امکانات معدوم ہیں، اور اس لیے م س 13ء کے بقیہ عرصے میں گرانی بڑھنے کے خطرات بھی بہت کم ہیں۔ سال کی اوسط گرانی بھی 9.5 فیصد کے حکومتی ہدف سے خاصی کم رہنے کا امکان ہے، تاہم توانائی کے نرخوں پر نظر ثانی ناگزیر ہے جو کہ م س 13ء کے بعد کی صورتحال میں گرانی کے لیے سب سے بڑا خطرہ بنی ہوئی ہے۔ زربنیاد کی نمو میں (مرکزی بینک کی جانب سے مالیاتی خسارے کی بھاری مالکاری کے نتیجے میں) تیزی آنے کا خطرہ بھی وسط مدتی گرانی کے لیے ایک اور تشویش ناک پہلو ہے، تاہم اگر بیرونی محاذ پر تیزی سے بگاڑ نہ آیا، یا نقدائی رسد میں کوئی اچانک تعطل نہ آیا تو دو ہندسی عمومی گرانی کا دور واپس آنا بھی اتنا ہی ناممکن ہے۔

### خصوصی سیکشن 3.1: بالادست قرض گیر (حکومت) کے ساتھ معاشی حرکات<sup>34</sup>

اسٹیٹ بینک گذشتہ چند برسوں سے ایک مشکل صورتحال سے دوچار ہے: قرضوں کے لیے حکومت کی نہ ختم ہونے والی طلب کے باعث مرکزی بینک کس طرح گرانٹی کی مالکاری کی مقدار کو محدود رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ نجی شعبے کو کمرشل بینکوں سے مناسب قرضے ملتے رہیں؟<sup>35</sup> یہ بے حد اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ملک کا بینکاری نظام حکومت کے قرض لینے کا آخری ذریعہ ہوتا ہے اور پاکستان گذشتہ چند برسوں سے اس صورتحال میں گھرا ہوا ہے۔

پالیسی کے نتائج اب تک حوصلہ افزا نہیں ہیں: (1) گذشتہ 20 مہینوں کے دوران ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 450 بی پی ایس کنٹوٹی کے باوجود نجی شعبے کی خالص قرض گاری کمزور ہے (2) بینکاری نظام میں تفاوت بلند ہے (3) مالی سال 13ء کی تیسری سہ ماہی سے مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی مالکاری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور (4) کمرشل بینکوں کی بیلنس شیٹس کا جھکاؤ حکومتی وثیقہ جات کے حق میں رہا۔

چوہدری، پاشا وغیرہ [2013ء] نے ایک عمومی توازن کا فریم ورک (متحرک قیاسی عمومی توازن، DSGE ماڈل استعمال کرتے ہوئے) وضع کیا ہے جس میں پاکستان کے مخصوص حالیہ حالات کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے جن اہم خصوصیات کو اپنے ماڈل کا حصہ بنایا ہے وہ یہ ہیں:

1- ایک غالب قرض گیر (حکومت) جس کی قرضے کی طلب بڑھ رہی ہے کیونکہ اس کے پاس ٹیکس جمع کرنے کے ذرائع محدود ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرح سود سے لاتعلقی ہو جائے گی۔

2- ایک مرکزی بینک جس کی حکومت کو قرضے (زر کی تخلیق) کی فراہمی کے حوالے سے حدود ہیں۔

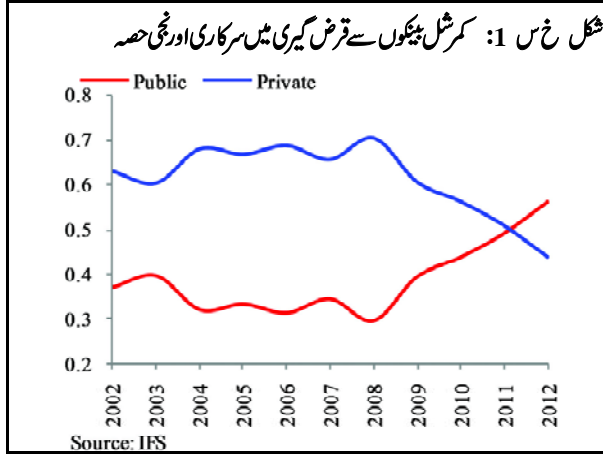
3- یہ حقیقت کہ جن ملکوں میں کم ترقی یافتہ مالی نظام ہیں وہاں مقامی بینکوں (اور مرکزی بینک) سے قرض لینے کے سوا حکومت کے پاس بہت کم متبادل راستے ہوتے ہیں، اور

4- ایسے نظام میں داخلی لحاظ سے متعین ہونے والے بینکاری تفاوت کیسارو یہ اختیار کریں گے۔

ان میں سے کچھ خصوصیات کا تجربہ بعض ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک پر آئی ایم ایف کے ڈیٹا کو بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے کیا

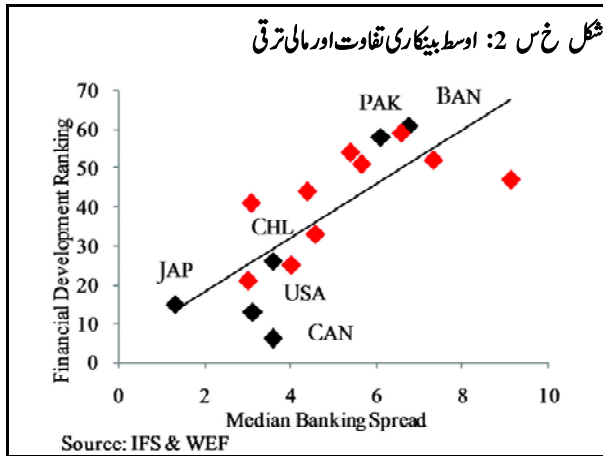
<sup>34</sup> چوہدری، پاشا، ایف، خان وغیرہ [2013] کے غیر مطبوعہ مسودے بعنوان ”بالادست قرض گیر اور اندرونی تفاوت: عارضی حل سے گریز کی ضرورت“ کا یہ جائزہ ڈاکٹر مشتاق خان نے تحریر کیا ہے۔

<sup>35</sup> ہم اس خیال کو مسترد کرتے ہیں کہ ایک آزاد مرکزی بینک حکومتی قرض گیری کی ایک سخت حد مقرر کر سکتا ہے (یا کرنا چاہیے) اور اس پر عملدرآمد کے لیے وفاقی حکومت کے چیک باؤنس (اگر ضرورت پڑے) کر سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں کوئی بھی مرکزی بینک ایسا لانچر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس سے نہ صرف بازار زراور بازار مبادلہ منجمد ہو جائیں گے بلکہ ایک شدید بینکاری بحران بھی پیدا ہو سکتا ہے۔



گیا تھا۔ عالمی اقتصادی فورم [2012ء] کی جانب سے تیار کردہ مالی ترقی کی درجہ بندیوں کو بھی استعمال کیا گیا۔<sup>36</sup>

شکل خ س 1 میں کمرشل بینکوں کی جانب سے حکومت (بالا دست قرض گیر) کو بڑھتی ہوئی قرض گاری کو دکھایا گیا ہے، جس میں 2008ء سے پاکستان میں حکومت کا حصہ (کمرشل بینکوں کی مجموعی قرض گاری میں حکومت قرض گیری کا حصہ) مسلسل بڑھ رہا ہے۔<sup>38</sup>



شکل خ س 2 میں شرح ہائے سود کے تفاوت اور مالی ترقی کی سطح کے درمیان ریاضیاتی ربط دکھایا گیا ہے۔<sup>39</sup> توقع ہے کہ یہ ربط مثبت رہے گا کیونکہ ایک زیادہ ترقی یافتہ مالی نظام (پست درجہ بندی کا حامل) میں کمرشل بینکوں سے زیادہ فریق موجود ہوتے ہیں، جو مالی مسابقت پیدا کرتے ہیں جس سے تفاوت کو کم رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

اس بات کا تعین کرنے میں کہ آیا حکومتی قرض گیری

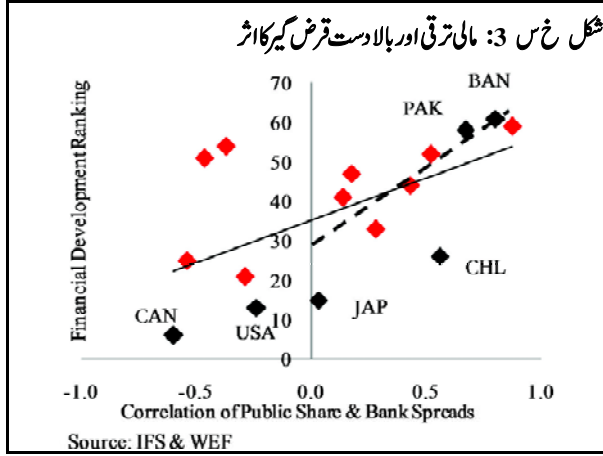
<sup>36</sup> اس ماڈل کی نوک چلک سنوارنے کے لیے کام ہو رہا ہے۔ سب سے اہم ایک مالیاتی دھچکے کی ماڈلنگ ہے جس کے لیے حکومتی قرض گیری کی ضرورت پڑتی ہے، جو بعد ازاں قرضوں کی واپسی اور قرضوں کے حجم کے لیے ایک مالیاتی ضرورت پیدا کرتی ہے۔ اس سے حکومت کی قرض گیری مزید بڑھ جائے گی، جسے آسان بنا دیا گیا ہے کیونکہ کساد بازاری کے ماحول میں کمرشل بینکوں کا خطرہ مول لینے سے گریز بڑھ رہا ہے۔ متحرک حالات میں متوقع توازن امکان سے کم رہے گا، اور اس میں نظام ایک انتہائی نتیجے تک پہنچ جائے گا۔ بالفاظ دیگر، اگر اس متحرک ماڈل (جسے مالیاتی صورتحال سے دھچکا لگا ہو) میں کوئی مداخلت نہ کی جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بینک صرف حکومت کو قرض دیں گے اور معاشی نمو اس سطح پر پہنچ جائے گی جہاں نجی سرمایہ کاری کے لیے فیڈ خود فراہم کیے جاتے ہیں۔ ایک پالیسی اقدام کا ماڈل بھی تیار کیا جاسکتا ہے جس میں حکومت شرح ہائے سود (مالیاتی خسارے یا ممکنہ گرائی میں اضافے کے جواب میں) میں اضافہ کر کے مالیاتی دھچکے کا جواب دے سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو ماڈل سے ظاہر ہے کہ مضرتیں اس سے کہیں پہلے نکل آئے گا جبکہ شرح ہائے سود کم کرنے سے ملک کو مزید مہلت مل جائے گی۔

<sup>37</sup> شکل خ س 1 میں کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری، کمرشل بینکوں کے مرکزی، صوبائی اور مقامی حکومتوں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں اور دیگر مالی اداروں کے دعووں پر مشتمل ہے۔ کمرشل بینکوں سے نجی قرض گیری، کمرشل بینکوں کے نجی شعبے کے دعووں پر مشتمل ہے۔

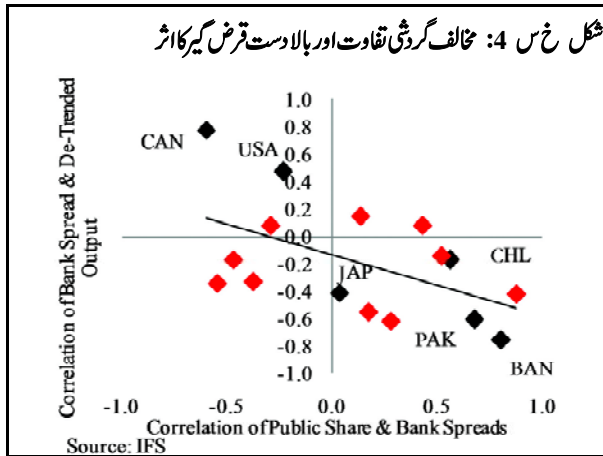
<sup>38</sup> تاہم پاکستان کا بینکاری نظام حکومت کو مالکاری فراہم کرنے والا سب سے بڑا نظام نہیں ہے۔ میکسیکو، برازیل، جاپان اور حتیٰ کہ امریکہ کے سرکاری قرضے پاکستان سے زیادہ ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ نہیں ہے کہ حکومتیں بہت زیادہ قرضہ لیتی ہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ان کے نجی شعبوں میں کمرشل بینک سرمایہ کاری کے لیے قرض کی فراہمی کا اہم ذریعہ نہیں ہیں۔

<sup>39</sup> مصنفین نے شرح سود کے تفاوت کی آفاقی تعریف کو استعمال کیا ہے یعنی اوسط قرض گاری اور مانتوں کی شرح کا فرق۔ عالمی اقتصادی فورم کی جانب سے مالی ترقی کی درجہ بندی اس انک پوڈ میں ہے:

[http://www3.weforum.org/docs/WEF\\_FinancialDevelopmentReport\\_2012.pdf](http://www3.weforum.org/docs/WEF_FinancialDevelopmentReport_2012.pdf)



کے حصے اور شرح ہائے سود کے تفاوت کے درمیان کوئی ربط موجود ہے جو بدری وغیرہ نے حکومتی حصے اور بینکاری تفاوت کے درمیان ریاضیاتی ربط اخذ کیا ہے (شکل خ س 3)۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حکومتی قرض گیری کے حصے اور تفاوت کے درمیان کوئی سببیت یا آفاقی ربط موجود نہیں ہے۔ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک کسی ربط کو ظاہر نہیں کرتے جبکہ بیشتر ترقی یافتہ ممالک کا تعلق مثبت ہے۔ مصنفین کی تشریح کے مطابق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں میں مالی منڈیوں کی کارکردگی کے باعث تفاوت چلی سطح پر ہیں اور خواہ ان کی متعلقہ حکومتیں بڑے قرض گیری کی حیثیت رکھتی ہوں وہ ملک کے بینکاری تفاوت کو بڑھانے بغیر دیگر ذرائع سے مالکاری حاصل کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔



دوسری جانب، ترقی پذیر ملکوں کے لیے اگر حکومت ایک بڑے قرض گیری کی حیثیت رکھتی ہے اور مالکاری کے متبادل ذرائع انتہائی محدود ہیں تو پھر نہ صرف حکومتی حصے اور تفاوت کے درمیان ربط مثبت ہوگا

بلکہ مثبت ڈھلان (شکل خ س 3) سے پتہ چلتا ہے کہ مالی نظام کے کم ترقی یافتہ ہونے کے باعث یہ ربط مزید مضبوط ہوگا۔ سادہ لفظوں بالا دست قرض گیر اور بلند تفاوت کے درمیان مضبوط تعلق ہوتا ہے جب مالی نظام قدرے کم ترقی یافتہ ہو (بشرطیکہ پالیسی مداخلت نہ ہو)۔<sup>40</sup>

اس پر مزید آگے بڑھتے ہوئے، جب (بالا دست قرض گیری کے بڑھتے ہوئے قرضوں کے ساتھ) شرح سود کا تفاوت بڑھتا ہے تو حکومت نہ صرف نجی شعبے کو بے دخل کر رہی ہے بلکہ نمونہ بھی اپنے امکانات سے نیچے ہے۔ اس سے نجی شعبے کی قرض گاری میں خطرہ قرض بڑھ جاتا ہے جس سے کمرشل بینکوں کو ترغیب ملتی ہے کہ وہ حکومت کو مزید قرضے دیں اور ایک نہ ختم ہونے والا چکر چل پڑتا ہے۔ ان قرضوں کے سکڑنے کے روزگار، بینکوں کی وصولی، دستاویزیت، پالیسی کی اثر انگیزی، نجی سرمایہ کاری، فی کس جی ڈی پی اور سماجی بہبود کے کئی اشاریوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

40 یہ سمجھنا کلیدی اہمیت کا حامل ہے کہ پالیسی مداخلتوں کی وجہ سے ماڈل کے تحریکات حقیقت کی عکاسی نہیں کرتے۔ پاکستان جیسے ملک میں پالیسی مداخلت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جس کا مطلب ہے کہ ماڈل میں ظاہر کیے جانے والے تحریکات کی حقیقت میں عکاسی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اگرچہ حکومت گذشتہ 18 مہینوں سے بھاری قرضے لیتی رہی ہے لیکن اسٹیٹ بینک اپنے زری پالیسی موقف کو تقویت پہنچانے کے لیے نظام میں بھاری مقدار میں سیالیت کی فراہمی کے ذریعے شرح ہائے سود کو کم کرنے (اس مدت میں) میں کامیاب رہا ہے۔



**شکل خ 4** میں تجزیے کی ایک اور بصیرت افروز سمت نمایاں ہوتی ہے۔ منفی ڈھلان کا مطلب ہے کہ بالا دست قرض گیر اور بلند بینکاری تفاوت والے ملکوں میں معاشی سرگرمی پر مضرت مخالف گردش اثر زیادہ شدید ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر، بڑے بینکاری تفاوت زیادہ نقصان دہ ہوتے ہیں، اس ملک میں جی ڈی پی کی نمو کو اس کے امکانات سے خاصا نیچے رکھنے کے لحاظ سے، جن ملکوں میں ترقی پذیر مالی نظام اور بالا دست قرض گیر موجود ہوتا ہے۔

#### خلاصہ

ایسی بر علمی تحقیق کی طرح جس میں بین الاقوامی توثیق شامل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، کئی مخصوص مقامی تفصیلات ایسی ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ مزید برآں، یہ زور دینا بہت ضروری ہے کہ اس تجزیے میں سببیت کے بجائے ربط پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ شرح سود کے تفاوت کے تعین میں کئی عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں، نہ کہ صرف شرح سود کا ادراک نہ رکھنے والی حکومت کی قرضے کی طلب۔

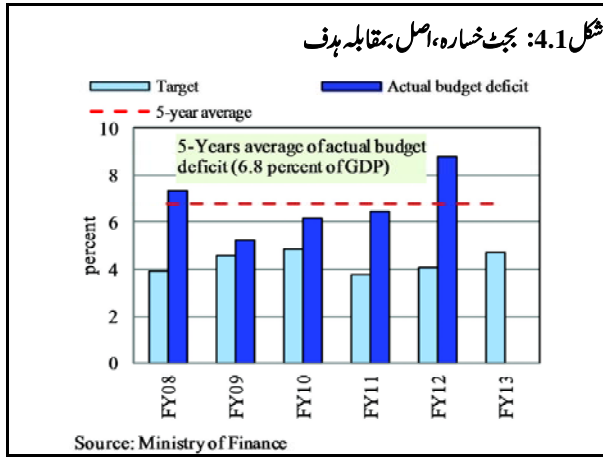
تاہم یہ تجزیہ روایتی معاشی طرز فکر کے خلاف مضبوط دلیل فراہم کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخصوص تجزیے سے اس بات کی بہتر انداز میں وضاحت ممکن ہے کہ اقتصادی انتظام کے روایتی طریقے ناکام ہو گئے ہیں نہ صرف پاکستان میں بلکہ او ای سی ڈی میں بھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے بڑے قرض گیر سے لین دین میں محتاط رہنے کی ضرورت ہے جس کا کمرشل بینکوں کی بیلنس شیٹس پر غلبہ بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ ہمیں بیشتر مرکزی بینکوں کے دہرے مینڈیٹ (قیمتوں کا استحکام اور پائیدار معاشی نمو) پر دوبارہ غور کرنے پر مجبور بھی کرتا ہے جس سے یہ وضاحت ہو سکتی ہے کہ امریکی فیڈرل ریزرو، بینک آف انگلینڈ اور بینک آف جاپان نے آخر کیوں معاشی نمو اور روزگار پر توجہ دینے کی حکمت عملی جیسی بے ترتیب تبدیلی کو اختیار کیا ہے، حتیٰ کہ بلند گرانٹی کی قیمت پر بھی۔

پاکستان کے حوالے سے اس مقالے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسی صورتحال میں جہاں نجی بینکوں کو بالا دست قرض گیر کا سامنا ہے، جس کی کشش بڑھتی جا رہی ہو، منفی نتائج سے بچنے کے لیے بعض پالیسی مداخلت کی ضرورت ہوگی۔<sup>41</sup> ایسا کرنا نہ صرف ملکی معیشت کی صحت کے لیے بہتر ہوگا بلکہ کمرشل بینکوں کی بیلنس شیٹس میں بھی اس بات کو یقینی بنانا ممکن ہوگا کہ وہ غیر متوقع دھچکوں کو سنبھالنے کی قوت رکھتی ہیں۔

41 پالیسی کے اشارے اکثر ساختی لحاظ سے کمزور معیشتوں میں ناکام رہتے ہیں۔ یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک مجبور قرض گیر قیمت کے اشاروں پر عمل ظاہر نہیں کرتا؛ خصوصاً یہ معاملہ عادی اشیاء و خدمات میں ہے۔ بالفاظ دیگر بڑھتے ہوئے شرح ہائے سود کسی فرد کو قرضہ لینے سے روکنے کے لیے کافی ہوتے ہیں لیکن حکومت کے معاملے میں قلیل مدتی منظر میں قرضے کی بڑھتی ہوئی لاگت نئی قرض گیری سے نہیں روک سکتی بلکہ صرف حکومت کے قرضوں میں اضافہ کرے گی اور مالیاتی کھاتے مزید سکڑ جائیں گے (قرضوں کا چنگل)۔ اس صورتحال میں قرضوں کے چنگل سے نکلنے کا سب سے موثر ذریعہ مالیاتی خسارے کے حجم پر حد کی پابندی کا نفاذ اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ شرح ہائے سود میں مزید اضافے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

## 4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

### 4.1 مالیاتی پالیسی



وزارت خزانہ کی طرف سے م 13ء کے لیے مالیاتی خسارے کا ہدف جی ڈی پی کا 4.7 فیصد رکھا گیا تھا جس میں 80 ارب روپے مجموعی صوبائی فاضل بھی شامل تھا۔ گزشتہ پانچ برسوں میں اصل مالیاتی خسارہ اوسطاً 6.8 فیصد (اور م 12ء کے لیے 8.5 فیصد تھا) رہنے کے پیش نظر م 13ء کا ہدف بلند تھا (شکل 4.1)۔ بہتری کا بڑا حصہ ایف بی آر ٹیکس وصولیوں میں اضافے سے آتا تھا جس میں م 13ء کے دوران 26.4 فیصد نمو کا ہدف رکھا گیا تھا۔ اخراجات کے لحاظ سے گزشتہ سال کے مقابلے میں حکومت نے زراعت میں 300 ارب روپے کی کمی کا منصوبہ بنایا تھا۔

بد قسمتی سے محصولات میں اضافے کے لیے کئی ٹیکس تجاویزات پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ رسمی معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے علاوہ جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران ایف بی آر انتظامیہ میں متعدد بار تبدیلیوں سے ٹیکس جمع کرنے کی کارکردگی متاثر ہوئی۔ اس کے نتیجے میں م 13ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران ٹیکس وصولیوں کی نمو گزشتہ دس برسوں کے مقابلے میں پست رہی جس میں صرف 11.4 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔ دوسری جانب آخر مارچ م 13ء تک ادا کی جانے والی زراعت پورے سال کے لیے مختص کی گئی رقم سے زیادہ ہو گئی تھی۔ نتیجتاً م 13ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کا مالیاتی خسارہ دوبارہ گزشتہ سال کی سطح کو چھو گیا (جو کہ جی ڈی پی کا 4.5 فیصد تھا)۔ درحقیقت اتحادی سپورٹ فنڈ کی مد میں 172 ارب روپے وصول ہونے سے خسارے کو کسی حد تک قابو کرنے میں مدد ملی۔

م 13ء کے باقی حصے میں اتحادی سپورٹ فنڈ سے مزید کوئی رقم ملنے کی توقع نہیں اور محاصل اور اخراجات اپنے اہداف سے خاصے انحراف کر رہے ہیں اس لیے بجٹ خسارہ پورے سال کے ہدف سے بہت پیچھے رہ جانے کا امکان ہے۔

م 13ء کی تیسری سہ ماہی کے لیے حکومتی اخراجات کے اعداد و شمار گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 20.4 فیصد اضافے کو ظاہر کرتے

جدول 4.1: سرکاری مالیات کا خلاصہ				
ارب روپے				
	جولائی تا مارچ			
مؤ	م 13ء	م 12ء	م 13ء مت	
کل حاصل	2,124.9	1,739.4	3,387.6	22.2
ٹیکس محصولات	1,527.8	1,371.6	2,626	11.4
غیر ٹیکس وصولیاں	597.0	367.9	750	62.3
کل اخراجات	3,171.1	2,634.3	4,480	20.4
جاری	2,642.0	2,154.1	3,430	22.7
ترقیاتی اور خالص قرض گاری	445.8	428.0	1,050	4.2
غیر شناخت شدہ	83.3	52.2	-	59.4
مجموعی خسارہ	1,046.2	894.9	1,105	16.9
ذریعہ مالکاری:				
بیرونی وسائل	-4.1	47.4	135	-108.7
اندرونی وسائل	1,050.3	847.5	971	23.9
بینکاری نظام	856.7	443.8	484	93.0
غیر بینک	193.7	403.7	487	-52.0
فیصدی ڈی پی				
مجموعی مالیاتی خسارہ	4.6	4.5	4.7	
بنیادی خسارہ	1.2	1.3	0.8	
ماخذ: وزارت خزانہ				

ہیں (جدول 4.2)۔<sup>1</sup> حکومتی اخراجات کا انداز گذشتہ سال ہی کی طرح ہے۔ وفاقی حکومت کے اخراجات کا نصف سے زائد بجلی کی زراعت اور قرضوں کی واپسی کے باعث ہے۔

جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران صوبوں کی جانب سے ترقیاتی اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ 75 فیصد کا سب سے زیادہ اضافہ سندھ کی طرف سے ریکارڈ کیا گیا جس کے بعد پنجاب میں 12.2 فیصد اضافہ ہوا۔ صوبوں کے مقابلے میں وفاقی حکومت کے ترقیاتی اخراجات میں کمی دیکھی گئی۔

#### مالکاری

جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران بیرونی مالکاری کی کمی کے باعث مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کا سارا بوجھ ملکی وسائل پر پڑ گیا۔<sup>2</sup> اسی لیے حکومت کو اپنی میزانیہ طلب کو پورا کرنے کے لیے اس عرصے کے دوران بینکاری نظام سے 856.7 ارب روپے کا قرضہ لینا پڑا جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تقریباً دو گنا ہے۔<sup>3, 4</sup>

بینکاری نظام کے علاوہ جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران حکومت نے غیر بینکاری ذرائع خصوصاً نیشنل سیونگ اسکیم سے بھی 193.7 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران 403.7 ارب روپے قرض لیا تھا۔

#### 4.2 محاصل

م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی غیر موجودگی کے باعث محاصل کی نمو خاصی کم ہو کر 9.7 فیصد ہو گئی جبکہ م 13ء کی پہلی

1 م 12ء میں 1391 ارب روپے قرض کی یکبارگی مطابقت کے باعث اخراجات میں نمو کم ہو کر 4.8 فیصد رہ گئی تھی۔

2 جولائی تا مارچ م 13ء کے لیے خالص بیرونی مالکاری منفی 4.1 ارب روپے تھی۔

3 جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران حکومت نے بینکاری نظام سے 932.8 ارب روپے بشمول 1391.0 ارب روپے کی ایک بارگی قرضوں کی بجائے کے لیے قرض گیری کی تھی۔

4 حکومتی قرض گیری کے اعداد و شمار باب 3 میں دی گئی تفصیلات سے مختلف ہو سکتے ہیں وضاحت کے لیے ضمیمہ الف دیکھئے۔

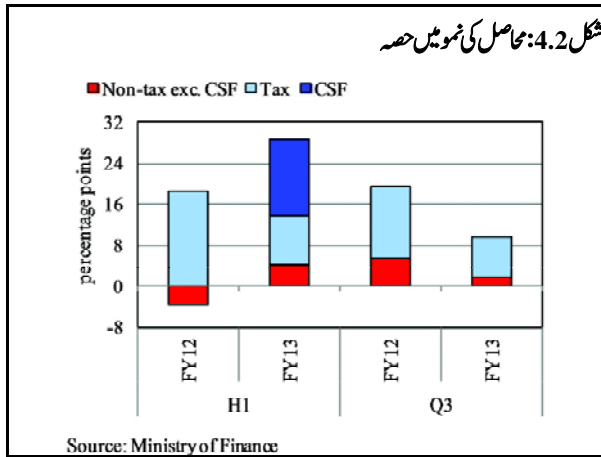
جدول 4.2: اخراجات کی تفصیل			
ارب روپے			
فیصد نمو	جولائی تا مارچ		
م 13ء	م 13ء	م 12ء	
22.6	2,642.0	2,154.1	جاری (الف+ب)
27.6	1,887.1	1,478.7	الف- وفاقی
23.6	772.0	624.5	سودی ادائیگیاں
162.1	270.0	103*	زراعت
12.5	844.9	751.2	غیر سودی، زراعت کے علاوہ
16.6	405.8	348.0	دفاع
11.8	754.9	675.4	ب- صوبائی
4.2	445.8	428.0	ترقیاتی
8.5	407.4	375.6	پنل ایس ڈی پی
-6.5	187.5	200.6	وفاقی
25.7	219.9	175.0	صوبائی
-26.6	38.4	52.3	دیگر ترقیاتی اور خالص قرض گاری
59.6	83.3	52.2	غیر شناخت شدہ
20.4	3,171.1	2,634.3	کل اخراجات*
*م 12ء میں 391 ارب روپے کے قرضوں کی یکجائی کے علاوہ			
ماخذ: وزارت خزانہ			

ششماہی میں 28.8 فیصد تھی (شکل 4.2)۔ ایف بی آر کو ٹیکس وصولیوں کے ہدف کے حصول میں مشکلات پیش آرہی ہیں، مجموعی حاصل میں ایف بی آر کے سوا دوسری ڈیویٹیوں اور توانائی پر لیویز کا حصہ بڑھ کر 10.1 فیصد ہو گیا جو کہ گزشتہ سال 6.7 فیصد تھا۔<sup>5</sup> م 13 کی تیسری سہ ماہی میں حکومت نے (مختلف مدوں میں) ڈیویٹی اور چارجز میں اضافہ کیا اور ایل پی جی پر لیوی نافذ کر دی۔<sup>6</sup>

#### ایف بی آر محاصل

اگرچہ م 13ء کے لیے انتظامیہ نے ٹیکس حاصل کا ہدف کافی بلند 26.4 فیصد طے کیا ہے تاہم جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران خالص ٹیکس وصولیوں کی اصل نمو 5.0 فیصد ہوئی ہے جو کہ م 02ء کے بعد سے پست ترین سطح ہے (شکل 4.3)۔ خاص طور پر 2,043.4 ارب روپے کے نظر ثانی شدہ ہدف کے مقابلے میں ایف بی آر آخر مارچ 2013ء تک صرف 1,335.2 ارب روپے یعنی نظر ثانی شدہ ہدف کا 65.6 فیصد وصول کر سکا۔

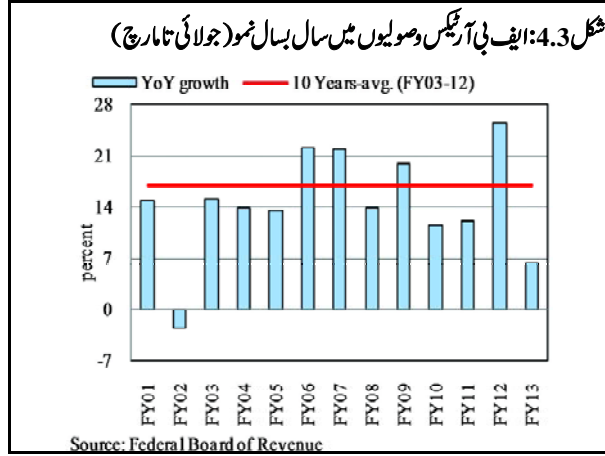
شکل 4.2: محاصل کی نمو میں حصہ



غیر مجموعی لحاظ سے سیلز ٹیکس میں، جس کا نمایاں حصہ ہوتا ہے، سست روی کے ساتھ فیڈرل ایکسائز ڈیویٹی کی وصولیوں میں معمولی کمی اور دیگر تمام زمروں میں کمی ریکارڈ کی گئی (جدول 4.3)۔ م 13ء میں ایف بی آر وصولیوں میں کمی کا مجموعی مالیاتی خسارے میں نمایاں کردار رہا ہے اور محاصل

5 محاصل کے ذرائع میں شامل ہیں: گیس انفراسٹرکچر ڈیویٹس سیس (Cess)، پٹرولیم ڈیویٹس لیوی، خام تیل پر رعایت دینا، گیس پر ڈیویٹس سرچارج، تیل و گیس پر راکش، خام تیل کے برخلاف وٹڈ فال لیوی اور ایل پی جی پر پٹرولیم لیوی۔

6 ستمبر 2012ء میں جی آئی ڈی سی کی شرح میں اضافہ کیا گیا تھا۔ ستمبر 2012ء میں پٹرولیم ڈیویٹس لیوی کی شرح دگنا (مارچ 2013ء میں پٹرولیم ڈیویٹس لیوی کی شرح کم اور مئی 25 فیصد اضافہ کر دیا گیا) کر دی گئی تھی۔ ایل پی جی پر پٹرولیم لیوی فروری 2013ء میں نافذ کی گئی۔



کی وصولی اہم مالیاتی مسائل میں سے ایک ہے۔

میں 13 عہدہ ٹیکس اصلاحات کا سال تھا جس میں چار بڑے مسائل کو ہدف بنایا گیا تھا:

- (1) انکم ٹیکس شرح کو زیادہ بڑھایا گیا اور ٹیکس شرح کا ٹرن اوور 1 فیصد سے کم کر کے 0.5 فیصد کیا گیا۔ توقع تھی کہ محاصل کی کمی کی تلافی ٹیکس میں اضافے سے ہو جائے گی۔ مجوزہ ایننسٹی بل اس ضمن میں ایک اہم قدم تھا۔<sup>7</sup>

جدول 4.3: ایف بی آر محاصل کی وصولیوں کا خلاصہ (ارب روپے)									
ارب روپے									
جولائی تا مارچ وصولی			سالانہ ہدف			حاصل شدہ ہدف کا فیصد			ٹیکس کی قسم
میں 11ء	میں 12ء	میں 13ء	میں 12ء	میں 13ء	میں 14ء	میں 13ء	میں 12ء	میں 13ء	
نظر ثانی شدہ	تخمینہ	نظر ثانی شدہ	تخمینہ	نظر ثانی شدہ	تخمینہ	نظر ثانی شدہ	تخمینہ	نظر ثانی شدہ	
374.2	469.6	491.3	744	932	758	63.1	52.7	64.8	بالواسطہ
426.6	570.2	594.7	837	1,077	904	68.1	55.2	65.8	سیلز
89.5	84.8	78.8	166	125	131	51.1	63.1	60.2	ایف بی ڈی
128.6	148.3	170.5	206	248	250	72.0	68.7	68.2	کسٹم ڈیوٹی
1,017	1,272	1,335.2	1,952	2,381	2,043	65.2	56.1	65.4	کل

ماخذ: وزارت خزانہ

- (2) سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد کر دی گئی۔ اس کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کو ٹیکس دائرے میں زیادہ کمرشل اینجینس شامل کر کے پورا کرنے کی توقع کی گئی تھی۔

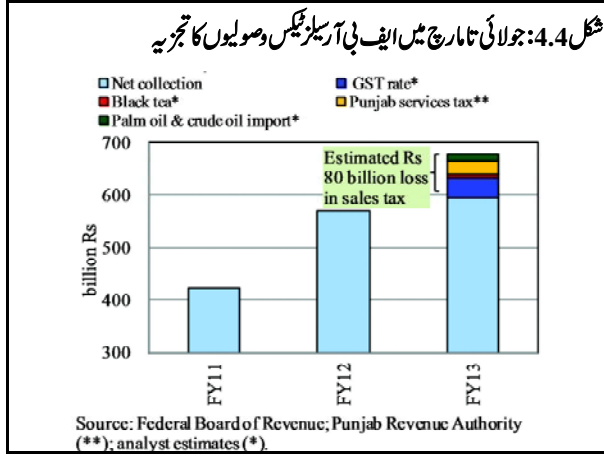
- (3) افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے راستے اسمگل کی جانیوالی اہم شے چائے پر سیلز ٹیکس 16 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر دیا گیا۔ سیلز ٹیکس چوری کی حوصلہ شکنی کے لیے م میں 13ء کی تیسری سہ ماہی میں افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے راستے پام آئل اور پٹرولیم برآمدات پر ٹیکس کی چھوٹ ختم کر دی تھی۔<sup>8</sup>

- (4) فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کو کم / ختم کرنے سے یکساں ٹیکس شرح کے حصول کے لیے یہ تجویز دی گئی کہ کچھ مصنوعات پر صفر شرح ختم کر دی جائے اور سیلز ٹیکس کی وصولی کے لیے جہاں مقررہ قیمت (کھا دا اور اسٹیل) استعمال کی جاتی تھی انہیں متغیر بنایا گیا۔<sup>9</sup>

<sup>7</sup> بل نے ضمانت دی تھی کہ ٹیکس نہ دینے والے افراد جو ایف بی آر میں رجسٹر کرانے کے خواہش مند ہیں ان کے خلاف مزید تفتیش یا قانونی کارروائی نہیں ہوگی۔ بل میں ٹیکس کے دائرہ کار میں مزید 3.1 ملین ٹیکس دینے والوں کو شامل کرنا اور 150 ارب روپے اضافی محاصل پیدا کرنا وضع کیا گیا تھا۔ یہ بل دسمبر 2012ء میں قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا جو منظور نہیں ہوا۔

<sup>8</sup> بذریعہ ایس آر او 2012/136(1) اور 2012/137(1)۔ ٹیکس کی شکل اور فروری م میں جاری کیے گئے تھے تاہم ایس آر او کی وجہ سے م میں 13ء میں ان کا اثر زیادہ تھا۔

<sup>9</sup> بذریعہ ایس آر او 2012/594(1) اور 2012/596(1)۔



تاہم جب عملدرآمد کا وقت آیا تو یہ اصلاحات ناکامی سے دوچار ہوئیں۔ بلا واسطہ ٹیکس کے معاملے میں سب سے بڑی رکاوٹ ایمنسٹی اسکیم کا منظور نہ ہونا تھا جس کا مقصد ٹیکس دینے والوں کا دائرہ کار بڑھانا تھا۔ دوسری جانب وہولڈنگ ٹیکس جس کا مجموعی بلا واسطہ ٹیکس وصولیوں میں حصہ 60 فیصد ہوتا ہے کی وصولی صنعتی حلقوں کی جانب سے دباؤ کے باعث کم رہی۔ مزید برآں دسمبر 2012ء میں بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے شعبے کو 0.5 فیصد وہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا جبکہ فروری 2013ء میں درآمدی خام مال پر وہولڈنگ ٹیکس 1) سے 3 فیصد ختم کر دیا گیا۔

جدول 4.4: پاکستان میں گم ٹیکس ایمنسٹی اسکیم کے تحت جمع شدہ محاصل		
محاصل ارب روپے میں، حصہ فیصد میں		
سال	جمع شدہ محاصل	مجموعی محاصل میں حصہ
مک 58ء	0.0013	0.1
مک 69ء	0.92	12
مک 76ء	1.5	7.8
مک 00ء	10	2.0
مک 09ء	2.5	0.1
مک 13ء*	150	4.4
مجوزہ اسکیم		
ماخذ: وزارت خزانہ (محصولات)، پاکستان اکاؤنٹس، فروری 2000ء تا مئی 2009ء (مک 58ء تا مک 76ء اسکیمیں)، ڈان نیوز جیپ، دسمبر 2012ء (مک 00ء اور مک 09ء اسکیمیں)		

سیلز ٹیکس میں سست روی کے اسباب میں پالیسی اور خارجی عوامل دونوں شامل ہیں (شکل 4.4): (i) جی ایس ٹی کی شرح 1 فیصدی درجہ کم کرنا، (ii) چائے پر ٹیکس رعایت،<sup>10</sup> (iii) 17 خدمات (بشمول ٹیلی کام) پر ٹیکس کی وصولیوں کا پنجاب ریونیو اتھارٹی کو منتقل کیا جانا جس سے رواں مالی سال ابتدائی نو ماہ میں وفاقی محاصل کو 28.3 ارب روپے کا نقصان

ہوا،<sup>11</sup> اور (iv) ناکام ٹیکس رجسٹریشن کا عمل (اس کا نتیجہ ٹیکس ادا کرنے والوں کی رجسٹریشن میں اضافے کی بجائے سخت ٹیکس قوانین کے خلاف احتجاج کی صورت میں نکلا)۔ لا بنگ کے نتیجے میں مک 13ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکس میں چھوٹ کے لیے قومی شناختی کارڈ کی شرط واپس لے لی گئی تھی،<sup>12</sup> جبکہ مارچ 2013ء میں ٹیکسٹائل برآمدات پر صفر شرح (جو رجسٹرڈ ٹیکس کنندگان تک محدود تھی) میں توسیع کر کے اس میں غیر رجسٹرڈ افراد بھی شامل کر لیے گئے۔<sup>13</sup>

10 آخر فروری 2013ء میں چائے پر مکمل 16 فیصد جزیل سیلز ٹیکس بحال کر دیا گیا تھا۔

11 مک 13ء کے لیے ایف بی آر ٹیکس وصولی کا ہدف پہلے ہی سندھ میں خدمات پر سیلز ٹیکس کے لیے موافق بنایا گیا تھا۔ مجموعی لحاظ سے صوبوں کو ٹیکس وصولیوں کی منتقلی سے مجموعی حکومتی محاصل پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

12 بذریعہ ایس آر او 2012(1)/880

13 بذریعہ ایس آر او 2013(1)/221

جدول 4.5: وصولیوں کی مالیاتی سرگرمیاں - جولائی تا مارچ					
ارب روپے					
بلوچستان	خیبر پختونخوا	سندھ	پنجاب	تمام صوبے	م 13ء
111.8	181.0	326.0	506.0	1,125.0	مجموعی حاصل
94.2	146.0	236.0	417.0	893.0	وفاقی حاصل میں حصہ
0.8	3.0	50.0	56.0	110.0	ٹیکس
3.7	6.0	17.0	22.0	49.0	غیر ٹیکس
13.1	26.0	23.0	11.0	74.0	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
90.9	149.0	272.0	474.0	986.0	مجموعی اخراجات
69.1	110.0	213.0	374.0	766.0	جاری
21.8	39.0	59.0	100.0	220.0	ترقیاتی
20.9	32.0	54.0	32.0	139.0	مجموعی رقم
-21.9	-19.0	-20.0	-42.0	-103.0	مالکاری*
م 12ء					
97.8	159.0	263.8	411.5	932.0	مجموعی حاصل
78.5	123.3	205.3	355.1	762.2	وفاقی حاصل میں حصہ
0.8	2.4	26.7	27.8	57.6	ٹیکس
3.3	2.8	10.8	19.0	36.0	غیر ٹیکس
15.2	30.4	21.0	9.6	76.2	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
81.9	137.7	235.8	406.7	862.1	مجموعی اخراجات
65.3	101.9	202.0	317.8	687.1	جاری
16.5	35.8	33.8	88.8	175.0	ترقیاتی
16.0	21.2	27.9	4.8	69.9	مجموعی رقم
-18.1	-17.9	-6.9	-22.5	-65.4	مالکاری*
* شماریات میں تفاوت کی بنا پر مجموعی رقم اور مالکاری کے اعداد و شمار یکساں نہیں ہیں۔					
ماخذ: وزارت خزانہ					

درآمدات سے متعلق سیلز ٹیکس میں کمی کے کئی اسباب تھے۔<sup>14</sup> اوّل یہ کہ دوبارہ پگھلانے کے قابل اسٹیل اسکریپ اور رڈی (کانڈا اور گتے کی صنعت کے لیے خام مال) کی درآمدات سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ کر دی گئیں۔ دوم یہ کہ پٹرولیم کی درآمدات میں خام تیل کا حصہ بڑھ گیا جس کی شرح صفر ہے۔ اگرچہ مقامی طور پر تیار کردہ اور درآمدی پٹرولیم مصنوعات دونوں پر برابر کا ٹیکس ہے تاہم ٹیکس پر چھوٹ صرف مقامی طور پر تیار مصنوعات پر ہے جس سے خالص ٹیکس وصولی میں کمی آتی ہے اور سوم یہ کہ جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران درآمدی قیمتوں (روپے) میں کمی کے باعث پام آئل کی درآمد سے جمع ہونے والے محاصل میں کمی واقع ہوئی۔

<sup>14</sup> درآمدات سے متعلق سیلز ٹیکس - مجموعی ٹیکس وصولیوں کا 50 فیصد - جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران 0.6 فیصد سال بسال موبجگہ گذشتہ سال 47.6 فیصد موبوئی تھی۔

بہر حال ریونیو حکام کی طرف سے کچھ مثبت کوششوں (خصوصاً تیسری سہ ماہی میں) سے فائدہ ہوا ہے: چائے پر مکمل سیلز ٹیکس کی بحالی،<sup>15</sup> اسپننگ مرحلے کے بعد سے شعبہ ٹیکسٹائل پر سیلز ٹیکس کا نفاذ،<sup>16</sup> ٹریکٹر پر سیلز ٹیکس 5 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کر دیا گیا،<sup>17</sup> اسمگل شدہ گاڑیوں پر سیلز ٹیکس نادر ہندگان کے لیے ایمنسٹی اسکیم۔<sup>18</sup> میڈیا رپورٹوں کے مطابق دونوں ایمنسٹی اسکیموں سے محصولات پر معمولی فرق پڑا: ٹیکسٹائل ایمنسٹی اسکیم سے صرف 2 ارب روپے حاصل جمع ہوئے جبکہ 50 ہزار سے زائد گاڑیوں پر کسٹم ڈیوٹی لی گئی حالانکہ ایک سے ڈیڑھ لاکھ گاڑیوں پر ڈیوٹی کی وصولی متوقع تھی۔

ایمنسٹی پاکستان میں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ ماضی میں بھی حکومت نے سیلز اور انکم ٹیکس نہ دینے والوں کو جرمانے اور کارروائی سے بچنے کے لیے استثنا کی شکل میں کئی ایمنسٹیاں دی ہیں۔ تاہم انکم ٹیکس ایمنسٹی بل 2012ء (جو دسمبر 2012ء میں قومی اسمبلی میں پیش اور ناکام ہوا) اس سلسلے میں سب سے اہم قانونی کوشش تھی۔ بتایا گیا تھا کہ اس اسکیم کے تحت 150 ارب روپے کے حاصل آنے کے علاوہ 30 لاکھ 10 ہزار ٹیکس دہندگان کا اضافہ ہو سکتا ہے، اس لحاظ سے یہ ریاست کی اب تک سب سے اہم ایمنسٹی اسکیم ہو سکتی تھی (جدول 4.1)۔ تاہم محصولات جمع کرنے کی صلاحیت سے قطع نظر عدم تعمیل کے مسلسل مسئلے کے سامنے ایمنسٹی اسکیمیں کوئی مضبوط حل نہیں ہیں (بکس 4.1)۔

#### بکس 4.1: ٹیکس معافی بطور سرکاری پالیسی

ٹیکس ایمنسٹی یا ٹیکس معافی کا مطلب ہے ٹیکس بچانے والوں کو اس شرط پر نرمی دینے کے لیے قانون میں تبدیلی کہ وہ ریاست پر اپنے واجبات (جزو یا کلیٹا) ادا کر دیں گے۔ معافی سے ٹیکس چوروں کو اپنے ماضی کے فیصلوں پر نظر ثانی کا حق مل جاتا ہے۔ اس پیشکش سے فائدہ اٹھا کر ٹیکس ادا نہ کرنے والے شہری قانونی چارہ جوئی سے بچ سکتے ہیں۔

حکومتوں کے لیے ٹیکس معافی کی پیشکش کرنے کا محرک عموماً یہ ہوتا ہے کہ مالیاتی دباؤ کے زمانے میں اضافی محاصل برق رفتاری سے حاصل ہو سکیں۔<sup>19</sup> حقیقت یہ ہے کہ لوٹنیل اور ٹون (2013ء) اور لی بورن (2006ء) کے حالیہ مقالات سے پتہ چلا ہے کہ ٹیکس معافی کے فیصلوں کا کمزور مالیاتی اظہار یوں سے گہرا تعلق ہے۔

#### معافی میں خرابی کیا ہے؟

معافی کے حق میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے پیرو (Pareto) بہتری آتی ہے: ٹیکس چوروں کو فائدہ ہوتا ہے تاہم ٹیکس ادا کرنے والے شہریوں کو مالی اعتبار سے نقصان نہیں ہوتا اور اضافی محاصل مزید عوامی بھلائی کے کاموں میں صرف کیے جاسکتے ہیں (لوٹنیل اور ٹون، 2013ء میں اس پر بحث کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے)۔

لیکن معافی کے خلاف تین مضبوط دلائل ہیں: اول تو یہ کہ معافی کی ضرورت (اور ٹیکس چوری کا عمل کا مہیا بنے ہوئے) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکس وصولی کے نظام میں خامیاں ہیں۔ بدترین حالات میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ صورتحال ٹیکس حکام اور مجرموں کے تعاون کی بنا پر پیدا ہو رہی ہو۔ دوم، ٹیکس معافی مساوات اور انصاف کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے کیونکہ اس کے ذریعے بددیانتی پر جزا دی جا رہی ہوتی ہے۔

ایک ضمنی حقیقت یہ ہے کہ ٹیکس معافی کے پروگراموں کی ناانصافی، ناقص نظم و نسق کے ساتھ بڑھتی ہے۔ آسٹریلیا اور امریکہ جیسے مضبوط ریاستی نگرانی رکھنے والے ممالک کی نسبت کمزور حکومتوں والے ممالک میں ٹیکس معافی کی اسکیمیں زیادہ مزہ ہوتی ہیں (جن میں کم واجبات کی ادائیگی پر کم جرمانوں کی پیشکش ہوتی ہے)۔ نظم و نسق کے معیار اور ٹیکس معافی کی اسکیموں کے درمیان یہ تعلق شکل 4.1.1 میں دکھایا گیا ہے۔ ہم نے نرمی کے پیمانے پر 19 ممالک میں ٹیکس معافی کی اسکیموں کی درجہ بندی کی ہے۔ چار پیمانوں پر اسکیم کو جانچا گیا ہے: فوجداری الزامات سے تحفظ، جرمانے میں رعایت، اصل واجبات وصولی میں رعایت اور کسی کارروائی کی دھمکی۔ پہلے تین پیمانوں کو نمائندہ 1 اور 0 کی قیمت دی گئی ہے۔ آخری پیمانے کو (جس کا تعلق سخت گیری سے

15 بڈریو ایس آر اوز 2013/153(1)

16 بڈریو ایس آر اوز 2013/154(1)

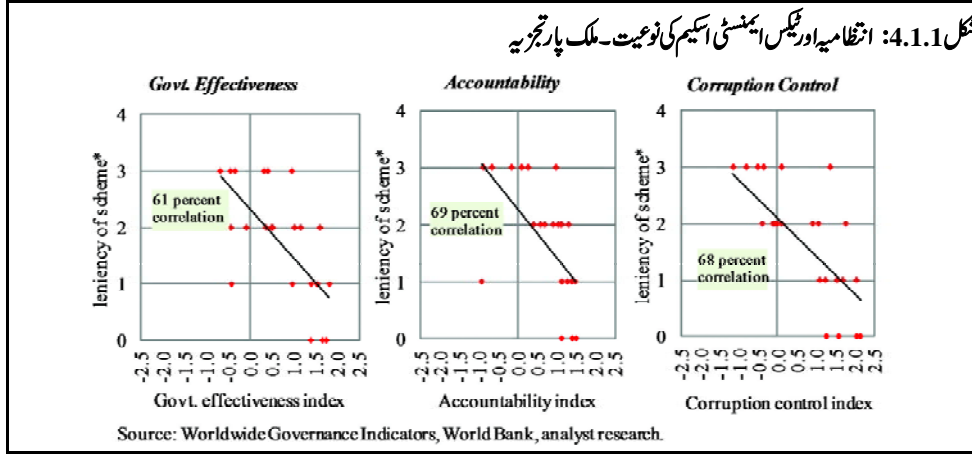
17 بڈریو ایس آر اوز 2012/70(1)

18 بڈریو ایس آر اوز 2013/179(1) اور ایس آر اوز 2013/172(1)

19 ایمنسٹی اسکیم کا ایک اور مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو ایک اور موقع دیا جائے تاکہ وہ سخت ٹیکس اصلاحات کے نفاذ سے پہلے اپنا عمل تبدیل کر لیں۔ حال ہی میں امریکہ اور ہالینڈ جیسے ممالک نے تارکین وطن کی بچوں کو راغب کرنے کے لیے ٹیکس ایمنسٹی متعارف کروائی ہیں۔



#### شکل 4.1.1: انتظامیہ اور نیکس ایجنسی کی نوعیت۔ ملک پار تجزیہ



ہے) ہاں پر 1- اور نہیں پر 0 کی قیمت دی گئی ہے۔ y محور پر ان کا مجموعہ ہے جسے یہاں نرمی کا پیمانہ کہا گیا ہے۔ یہ پیمانہ 3 (نرم ترین) سے 0 (سخت ترین) تک ہے۔ نرمی کے اس پیمانے کے ساتھ عالمی بینک کے ورلڈ وائڈ گورننس انڈیکسز کے اچھے نظم و نسق کے تین پیمانوں کو لے کر گراف بنائے گئے ہیں۔ نظم و نسق کے تینوں پیمانوں کی درجہ بندی 2.5- (بہت خراب) (بہت اچھا) کے اشاریے پر کی گئی ہے۔ ہمارا نرمی کا پیمانہ نظم و نسق کے تینوں اظہاروں کے ساتھ بہت زیادہ مربوط (60 فیصد سے زائد رابطہ) پایا گیا۔

اسی لیے نیکس معافی بطور پالیسی ناقابل قبول ہے بلکہ لی بورن (2006ء) کی تحقیق کے مطابق معافی کے پروگرام غیر مقبولیت کی وجہ سے زیادہ تر حکومت کے برسر اقتدار آنے کے پہلے سال کے اندر متعارف کرائے گئے اور اگر آخری سال میں متعارف کرائے گئے تو ان سے دوبارہ منتخب ہونے میں مدد نہیں ملی۔

نیکس معافی کے خلاف اہم ترین اقتصادی دلیل یہ ہے کہ نیکس معافی کے بعد کے دور میں قلیل یا طویل مدت میں حاصل کی زیادہ نمونیں دیکھی گئی (بازاروں لی بورن، 2008ء)۔ ایک واضح سبب یہ ہے کہ معافی ایک وقتی اقدام ہے جس میں صرف علامت (حاصل کی کمی) کا علاج کیا جاتا ہے، سبب (بڑے پیمانے پر نیکس چوری) کا نہیں۔ بدترین صورتوں میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اخلاقی رکاوٹ پیدا ہو جائے کیونکہ ممکن ہے شہری آئندہ کی نیکس معافی اسکیم کی امید میں موجودہ نیکس بچانے کا فیصلہ کریں<sup>20</sup> جس سے طویل مدت میں نیکس کی ادائیگی کا سلسلہ الحاکم ہو سکتا ہے۔

#### پاکستان کے لیے سبق

محاصل بڑھانے والے ایسے اقدامات کسی بھی ملک کے لیے اچھے نہیں جن سے مستقبل میں نیکس کی ادائیگی مزید کم ہو جائے لیکن پاکستان جیسے ملکوں کے لیے یہ بات اور بھی صحیح ہے جہاں نیکس چوری بڑا مسئلہ ہے۔<sup>21</sup>

تاہم چونکہ نیکس کا نفاذ اور طویل عمل ہے اس لیے کسی بھی اچھے نیکس اصلاحات کے منصوبے کی لازماً کوئی نہ کوئی آخری تاریخ ہوگی؛ پرانے واجبات کو یا تو مکمل طور پر معاف کرنا ہوگا یا کسی ’رضا کارانہ ادائیگی‘ کی اسکیم کے ذریعے جزو وصول کرنا ہوگا۔ اس لیے کسی نہ کسی قسم کی نیکس معافی ناگزیر ہے۔

ایک اچھی نیکس معافی اسکیم ایک اصلاحی ایجنڈے کا حصہ ہوگی جس کا مقصد ماضی کے واجبات کو جہاں تک ہو سکے ختم کر کے ایک مضبوط نیکس نظام کو لے کر آگے بڑھنا ہو۔ اس میں کم سے کم فوائد کی پیشکش ہوگی۔ اس کے بجائے اسے پرکشش بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ عدم ادائیگی کی لاگت بڑھادی جائے (نادرہندگان پر مقدمے اور ذرائع ابلاغ پر تشہیری ہمیں چلا کر مثالیں قائم کی جائیں اور نیکس چوری کو غیر اخلاقی عمل قرار دیتے ہوئے نیکس چوروں کو بے نقاب کیا جائے)۔ آخری بات یہ ہے کہ ایک کامیاب اصلاحی پروگرام سے ان نادرہندگان کو مدد ملے گی جو اعتراف کر لیں؛ اقساط میں وصولی کا منصوبہ (سود کا لحاظ رکھتے ہوئے) لایا جاسکتا ہے تاکہ ادائیگی کرنے والوں پر بوجھ 22 کم ہو سکے اور نیکس اہلکاروں کی جانب سے دھوکے دہی کی یقین دہانی کرائی جائے۔<sup>23</sup>

20 جیسا کہ پاکستان کا معاملہ ہے اگر واجب الادائیکس واجبات پر سود نہ لیا جائے تو اس کا بڑا فائدہ ہوگا۔

21 پاکستان میں صرف 30 لاکھ افراد کم نیکس ادا کرتے ہیں۔ ماخذ: بجٹ تقریر 2012ء

22 برازیل اور سنگا پور کی حکومتوں نے اپنے شہریوں کے ساتھ ادائیگی قسط کی معاہدگی کے ساتھ کامیاب نیکس وصولیاں کی ہیں۔

23 مثال کے طور پر 2007ء میں روسی آئٹم نیکس ایجنسی کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہر اس انہ کرنے کے یقین دہانی کرائی گئی تھی۔

حوالہ جات:

- 1۔ ہائر، کے اور ایلی بورن (2008ء) Tax Amnesties: Theories, Trends, and Some Alternatives، واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔
- 2۔ کیلر، ایم (2004ء)، Tax Amnesty 2004/2005 - An Appropriate Revenue Tool?، جرمن لائبرل، جلد (4)۔
- 3۔ لی بورن، ای (2006ء)، Economic and Political Determinants of Tax Amnesties in the U.S. States، آئی ایم ایف ورکنگ پیپر، نمبر WP/06/222۔
- 4۔ لوٹیل، ایچ ایس اور ایم ایس ٹون (2013ء)، A Reexamination of State Fiscal Health and Amnesty، انٹرنیشنل ٹیکس اینڈ پبلک فنانس، 24 اپریل 2013ء۔ آن لائن: <http://link.springer.com/article/10.1007%2Fs10797-013-9278-8#>
- 5۔ پروفیسر ڈاکٹر خواجہ امجد سعید، Tax evasion پاکستان اکاؤنٹس میں مضمون، فردری 2007، 21-27، 2000ء۔ آن لائن: <http://www.pakistaneconomist.com/issue2000/issue8/f&m6.htm>

### صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

میں 13 صوبائی محصولات میں مسلسل اضافہ ہوا ہے تاہم ان کے اخراجات زیادہ نہیں بڑھے۔ نتیجتاً جولائی تا مارچ مہینے 13ء میں تمام صوبوں میں مشترکہ 103.0 ارب روپے کا فاضل ریکارڈ کیا گیا جو کہ ان کے پورے سال کے ہدف سے زیادہ ہے (جدول 4.5)۔ اگرچہ صوبائی آمدنی کا 80 فیصد وفاقی قابل تقسیم پول سے آتا ہے تاہم صوبوں کی اپنی کوشش متاثر کن رہی ہے: پنجاب میں محصولات میں 101.8 فیصد (سال بسال) اضافہ ہوا، جبکہ سندھ میں 87.1 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔ یہ اعداد و شمار زیادہ تر خدمات پر ہیکل ٹیکس لینے کے باعث ہیں۔

### 4.3 مجموعی قرضہ اور واجبات

تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستان کے سرکاری قرضہ جات کے اسٹاک میں 297 ارب روپے کا اضافہ ہوا اور آخر مارچ 2013ء تک 13.9 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا (جدول 4.6)۔<sup>24</sup> ملکی قرضوں کی وجہ سے سرکاری قرضے بڑھے ہیں کیونکہ پاکستان کے بیرونی قرضوں میں مسلسل کمی ہوئی ہے۔ مزید برآں دوسری سہ ماہی میں سست روی کے بعد تیسری سہ ماہی میں قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار بڑھی۔ اہم بات یہ ہے کہ سرکاری قرضہ جات کی حد مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ (2005ء) سے مشروط ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آخر جون 2013ء تک سرکاری قرضہ جی ڈی پی کے 60 فیصد سے تجاوز نہ کرے۔ ہمارے تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رواں سال مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ کا ہدف پورا نہ ہونے کا خطرہ ہے (باکس 4.2)۔

اس کے ساتھ ساتھ جولائی تا مارچ مہینے 13ء کے دوران ملکی قرضوں میں مطلق اضافہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں اضافے کے مقابلے میں کم ہوا ہے۔ تاہم گزشتہ سال گزشتہ قرضوں کی ایک بارگی ادائیگی کو منہا کر کے رواں سال ملکی قرضوں میں اضافہ 44.6 فیصد بلند تر ہے۔<sup>25</sup>

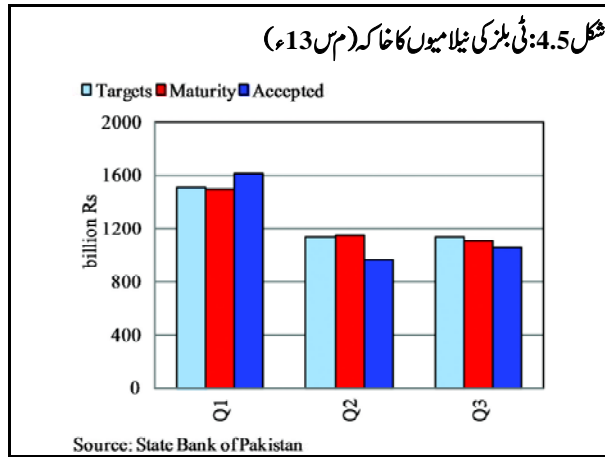
ملکی قرضوں پر بھاری شرح سود سے ملک میں قرضوں کے تحریکات کی خراب صورتحال دیکھی جاسکتی ہے جس سے ترقیاتی اخراجات ختم ہو رہے ہیں۔ درحقیقت مہینے 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستان کے ملکی و بیرونی دونوں قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت میں بگاڑ آیا ہے۔<sup>26</sup>

<sup>24</sup> یہ تجزیہ اسٹیٹ بینک کے لحاظ سے سرکاری قرضے کی تعریف پر مبنی تھا جو کہ وزارت خزانہ سے مختلف ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے اعداد و شمار کی وضاحت کے نوٹس۔ 5 (ب) ضمیمہ الف۔

<sup>25</sup> مہینے 13ء کی تیسری سہ ماہی میں ایک بار پھر قلیل مدتی (تین ماہی) تسکات پر اٹھارہ دیکھا گیا کیونکہ بینک طویل مدتی تسکات پر سرمایہ کاری کرنے سے گریزاں تھے اور نتیجتاً مرکزی بینک سے قرض گیری جاری رہی۔

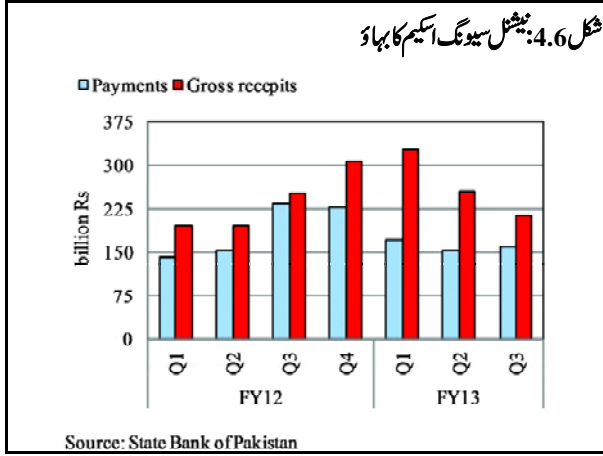
<sup>26</sup> اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو جولائی تا مارچ مہینے 13ء کے دوران ملکی قرضوں پر سودی ادائیگیوں میں 26.5 فیصد سال بسال اضافے کے برعکس اسی عرصے کے دوران ایف بی آر ٹیکس وصولیوں میں 5.0 فیصد سال بسال معمولی اضافہ ہوا۔ اسی طرح مہینے 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بیرونی قرضوں کی واپسی اور زرمبادلہ آمدنی کے تناسب میں مسلسل بگاڑ دیکھا گیا۔

جدول 4.6: قرضوں کا بوجھ						
ارب روپے						
مطلق فرق			اسٹاک			
م 13ء			جولائی تا مارچ		م 12ء	
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	م 13ء	م 12ء	مارچ 2013ء	جون 2012ء
211	87	595	892	1,204	15,446	14,553
297	109	535	941	1,299	13,865	12,924
286	129	583	997	1,289	14,885	13,888
472	209	482	1,162	1,195	8,801	7,638
5	25	16	45	-144	326	281
-190	-105	85	-210	238	5,759	5,969
-75	-42	12	-105	-85	560	665
-75	-47	9	-113	-93	325	438
-0.3	5	3	8	8	235	227
یادداشتی اجزاء						
			941	908	13,878	12,533
م 12ء میں ایک بارگی ادائیگی کے لیے مجموعی سرکاری قرضے کی مطابقت (1391 ارب روپے کی)						
			1,162	804	8,801	7,247
گروڈی قرضے کی ایک بارگی ادائیگی کے لیے ملکی سرکاری قرضے کی مطابقت						
ماخذ: بینک دولت پاکستان						



**ملکی قرضے کے اجزائے ترکیبی**  
 بینک طویل مدتی تسمکات (پی آئی بیز) میں سرمایہ کاری کرنے سے گریزاں تھے اور اجارہ صلوک کی نیلامی کی غیر موجودگی اور نیشنل سیونگ آکٹیم میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کرنے کا مطلب یہی تھا کہ حکومت کے پاس م 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خسارے کو پورا کرنے کے لیے صرف رواں قرضوں کا ہی راستہ تھا۔<sup>27</sup> اس کے نتیجے میں رواں مالی سال کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملکی قرضوں میں 80 فیصد اضافہ انہی قلیل مدتی تسمکات کے باعث آیا۔<sup>28</sup>

27 م 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اجارہ صلوک کی آخری نیلامی اہم تھری ہائی وے کے بدلے ہوئی۔ اہم تھری کو دسمبر 2011ء میں ایک اثاثے کے طور پر شناخت دی گئی۔ اس اثاثے کے بدلے حکومت نے 195 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 233.8 ارب روپے جمع کیے۔  
 28 مجموعی لحاظ سے جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران حکومتی ملکی قرضوں میں رواں قرضوں کا حصہ 54.5 فیصد تھا۔



#### رواں قرضہ

م 13ء کی پہلی ششماہی کی طرح تیسری سہ ماہی میں ٹی بلز نیلامی کے اہداف میں صرف عرصیت مکمل کرنے والے ٹی بلز اسٹاک کے اجراء ثانی پر زور دیا گیا (شکل 4.5)۔ م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں ٹی بلز کی قبولیت بدستور ہدف کے قریب رہی۔ تاہم جن بینکوں کو توقع تھی کہ ڈسکاؤنٹ ریٹ میں اضافہ ہوگا وہ سہ ماہی ٹی بلز کی طرف مکمل طور پر راغب ہو گئے۔

#### غیر فنڈ قرضہ

م 13ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی کے دوران نیشنل سیونگ اسکیم کے خالص بہاؤ میں کمی واقع ہوئی۔ یہ توقع کی جارہی تھی کیونکہ اپریل 2012ء میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کی اجازت کا اثر م 13ء کی دوسری سہ ماہی میں کم ہونا شروع ہو گیا تھا (شکل 4.6)۔ مجموعی لحاظ سے گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران نیشنل سیونگ اسکیم میں خالص بہاؤ خاصا زیادہ (200 ارب روپے) تھا۔<sup>29</sup>

اہم بات یہ ہے کہ م 13ء کے دوران منافع کی شرح میں کمی کے باوجود ان اسکیموں میں رقم کی آمد مضبوط سطح پر رہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھریلو بچت کے لیے نیشنل سیونگ اسکیم کے آلات اب بھی بچت کے دیگر ذرائع پر غالب ہیں۔<sup>30</sup>

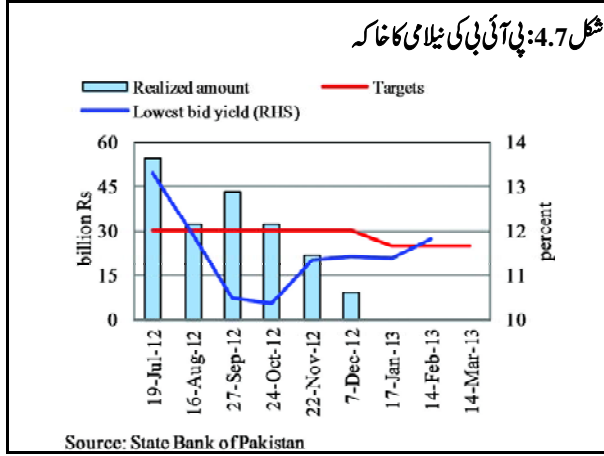
#### مستقل قرضہ

م 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت کا پی آئی بیز سے 75.0 ارب روپے اکٹھے کرنے کا منصوبہ تھا لیکن نیلامیوں سے کوئی فنڈ جمع نہیں ہو سکے۔ پی آئی بیز کو پہلے ہی خاصا اکتشاف (1.1 ٹریلین روپے) ملنے کے پیش نظر بینک طویل مدتی وثیقہ جات میں فنڈز لگانے سے گریزاں رہے۔ مزید یہ کہ بینکوں کا خیال تھا کہ شرح سود میں کمی کا دور ختم ہو گیا ہے کیونکہ رواں مالی سال کے باقی حصے میں توازن ادائیگی کی مجبوریاں غالب ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اصل میں نیلامی کے نمونوں سے بینکوں کی طرف سے یافت بڑھانے کی طلب واضح ہے۔ تاہم بینکوں کی وسط اور طویل مدتی شرح پر نیلامی کی کوشش حکومت کو قبول نہیں تھی جس نے پی آئی بی کی پیشکشیں مسترد کر دیں (شکل 4.7)۔<sup>31</sup>

<sup>29</sup> اپریل 2011ء میں ای سی سی کی جانب سے ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو نیشنل سیونگ اسکیم میں سرمایہ کاری سے خارج کرنے کے باعث م 12ء کے دوران نیشنل سیونگ اسکیم میں خالص بہاؤ کم ہو گیا۔

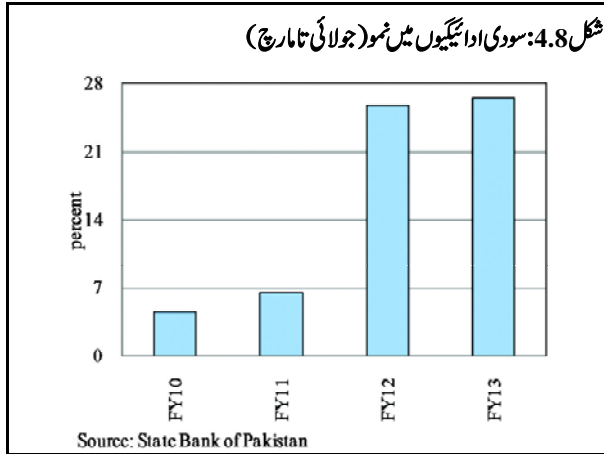
<sup>30</sup> م 13ء میں تین دفعہ یعنی 27 اگست 2012ء، 12 اکتوبر 2012ء اور یکم جنوری 2013ء میں نیشنل سیونگ اسکیم کی شرح کو کم کیا گیا۔

<sup>31</sup> شکل 4.6 میں 10 سالہ پی آئی بی کی پست ترین بولی کی یافت ہے۔



### ملکی قرضوں پر سودی ادائیگیاں<sup>32</sup>

ملکی قرضوں کے اسٹاک میں اضافے کے ساتھ جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران سودی ادائیگیاں گزشتہ سال کے مقابلے میں 26.5 فیصد بڑھ گئیں (شکل 4.8)۔ تقریباً 84.6 فیصد اضافہ رواں قرضوں کی ادائیگیوں کے باعث ہوا۔ زیادہ مہنگے طویل مدتی قرضہ جات کو قبول کرنے میں حکومت کی پس و پیش کے باعث پاکستان کے ملکی قرضوں کی واپسی زیادہ تر قلیل مدتی ٹی بلز پر مشتمل رہی۔<sup>33</sup>



خاص طور پر م س 12ء کے دوران قلیل مدتی قرض گیری سے رواں قرضوں کے اسٹاک میں 910.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا اور اس کے نتیجے میں جولائی تا مارچ م س 13ء میں قرضوں کی واپسی میں 294.0 ارب روپے کا بھاری اضافہ ہوا۔ اسی طرح م س 13ء کے ابتدائی نو ماہ کے دوران رواں قرضوں میں ہونے والے 633.1 ارب روپے کے اضافے سے اگلے مالی سال کے دوران 179.9 ارب روپے کی سودی ادائیگیاں بڑھنے کا

امکان ہے۔ قرضوں کی واپسی میں اضافے کے ساتھ اس قرضے کی قلیل مدتی نوعیت نے ملک کو قرضوں کے چنگل میں پھنسا دیا ہے۔

سودی ادائیگیوں میں اضافہ حکومت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مجموعی اثرات کا نتیجہ ہے جس سے ملک پر قرضوں کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی گزشتہ رپورٹوں میں بارہا اس امر کو اجاگر کیا گیا ہے: ٹیکس محصولات میں اضافے کی غیر موجودگی میں قرضوں کی ادائیگی میں اضافے کا بوجھ ملک کے لیے قرض خسارے کے چکر کا بڑھتا ہوا خطرہ ہے۔

<sup>32</sup> یہ تجزیہ ملکی قرضوں پر سودی ادائیگیوں کے لیے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار پر مبنی ہے جو کہ وزارت خزانہ کی طرف سے فراہم کردہ معلومات سے مختلف ہیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے اعداد و شمار کی وضاحت کے نوٹس۔ 5 (ج)، ہیمبرالف۔

<sup>33</sup> گزشتہ پانچ برسوں کے دوران ملکی قرضوں کے اسٹاک میں ہونے والے مجموعی اضافے میں نصف سے زائد رواں قرضوں پر مشتمل ہے۔

جدول 4.7: بیرونی قرضہ و واجبات کا اسٹاک			
ارب ڈالر			
مطلق فرق	مارچ 13ء	جون 12ء	
-4.6	60.9	65.5	مجموعی بیرونی قرضہ و واجبات
-2.4	43.7	46.1	حکومتی بیرونی قرضہ
-2.0	5.3	7.3	آئی ایم ایف سے قرضہ
0.0	2.4	2.4	بیرونی واجبات
-0.4	5.1	5.4	نجی شعبے کا بیرونی قرضہ
0.3	1.8	1.5	پی ایس اے کا بیرونی قرضہ
-0.1	2.5	2.7	کمپنیوں کے مابین قرضہ
			باددستی فہرست
-4.4	51.4	55.9	سرکاری بیرونی قرضہ
	12.4	9.5	بیرونی قرضوں کی واپسی / زرمبادلہ آمدنی (فیصد)
			ماخذ: بینک دولت پاکستان

### بیرونی قرضہ

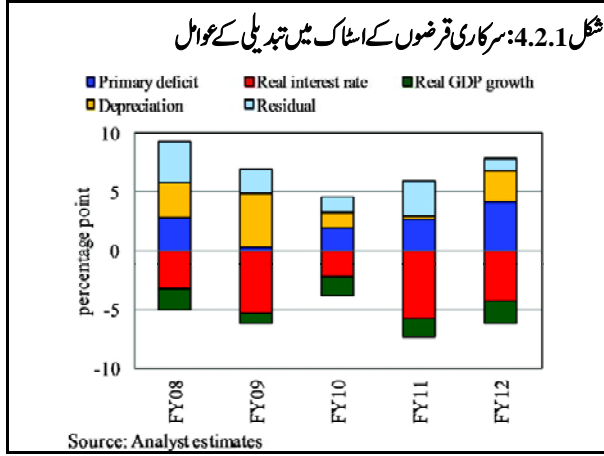
مزید خاص بات یہ ہے کہ م س 13ء کے ابتدائی نو ماہ کے دوران پاکستان نے آئی ایم ایف کو 2.0 ارب ڈالر کی ادائیگی کی۔ پھر ڈالر کے مقابلے میں ین کی قدر میں 15.5 فیصد کمی سے اس اثر کو تقویت ملی جس سے آخر جون 2012ء کے مقابلے میں رواں سال آخر مارچ تک ملکی بیرونی قرضوں میں 2.1 ارب ڈالر کی کمی ہوئی۔

جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران پاکستان کے بیرونی قرضہ و واجبات میں 4.6 ارب ڈالر کی کمی ہوئی (جدول 4.7)۔ آئی ایم ایف کو ادا کردہ قسطیں اور امریکی ڈالر کی قدر میں اضافہ دونوں عوامل اس کی کاسبب بنے۔

جدول 4.8: بیرونی قرضوں کی تقسیم (جولائی تا مارچ)			
ملین امریکی ڈالر			
مطلق فرق	م س 13ء	م س 12ء	
336.7	1,674.5	1,337.8	کل
			جس میں شامل ہیں
104.0	1,359.5	1,255.5	منصوبہ
5.7	36.4	30.7	پروگرام قرضے
256.0	256.0	--	آئی ڈی بی
			ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن، اسلام آباد

دوسری جانب بیرونی رقوم کی آمد میں گذشتہ سال کے مقابلے میں جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران 25.2 فیصد سال بسال اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ اس اضافے کا بڑا حصہ آئی ڈی بی سے ملنے والا (256 ملین امریکی ڈالر) قرضہ ہے تاہم منصوبہ اور پروگرام قرضوں میں بھی اضافہ ریکارڈ کیا گیا (جدول 4.8)۔

بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں کمی کے باوجود ملکی بیرونی قرضوں کی واپسی کی استعداد آخر جون 2012ء کے مقابلے میں م س 13ء کی تیسری سہ ماہی میں کمزور رہی۔ بیرونی قرضوں کی واپسی اور زرمبادلہ آمدنی کے تناسب میں بگاڑ آیا اور وہ جون 2012ء میں 9.5 فیصد سے بڑھ کر مارچ 2013ء میں 12.4 فیصد ہو گیا۔



بائس 4.2: گذشتہ پانچ برسوں (میں 08 تا 12ء) کے دوران پاکستان میں سرکاری قرضہ کیوں بڑھا؟

پاکستان میں حکومتی قرضہ مالیاتی ذمہ داری اور تجدید قرضہ ایکٹ (2005ء) کی مندرجہ حدود کے تحت آتا ہے۔ اس ایکٹ کے مطابق سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب زیادہ سے زیادہ 60 فیصد ہو سکتا ہے جو مئی 13ء کے آخر تک ہونا چاہیے۔<sup>34</sup> لیکن پاکستان کا سرکاری قرضہ مئی 07ء سے مسلسل بڑھتا رہا ہے (ماسوائے مئی 11ء) اور آخر جون 2012ء میں جی ڈی پی کے 62.6 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ مئی 07ء میں 56.4 فیصد تھا۔ مالیاتی خسارے میں مسلسل اضافے اور اس کے نتیجے میں رواں مالی سال کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران سرکاری قرضہ بڑھنے کے پیش نظر خطرہ ہے کہ اس سال مذکورہ ایکٹ کا برف پورا نہ ہو پائے گا۔ اس تناظر میں زیر نظر تحریر میں پاکستان کے سرکاری قرضے کے بوجھ میں پیہم اضافے کے پست پشت محرکات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ملک کے سرکاری قرضے کو نکالنے کا یہ ہے:<sup>35</sup>

$$d_t - d_{t-1} = \left( \frac{r - \Pi(1+g) - g + \varepsilon\alpha(1+r)}{(1+g + \Pi + \Pi g)} \right) d_{t-1} + pb_t + z_t \quad (1)$$

یہاں  $d$  سے مراد ہے ملک میں سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب،  $pb$  کا مطلب ہے بنیادی توازن،  $r$  کا مطلب ہے سرکاری قرضے پر اوسط نامیہ شرح سود،  $g$  سے مراد ہے حقیقی جی ڈی پی نمو،  $\Pi$  کا مطلب ہے ملکی جی ڈی پی ڈی فلپیئر،  $\alpha$  بیرونی کرنسی میں سرکاری قرضے کا حصہ ہے اور شرح مبادلہ میں تبدیلیوں کو  $z_t$  سے ظاہر کیا گیا ہے جبکہ سے مراد دیگر قرضہ پیدا کرنے یا قرضہ کم کرنے والے بہاؤ ہیں جیسے ایک ملک سے دوسرے ملک کو منگولیاں، مشروط واجبات کا اندراج، غلطیاں اور کوتاہیاں وغیرہ۔

اس مساوات اور پچھلے پانچ برسوں کے دوران سرکاری قرضے کا تعین کرنے والے عناصر کے رویے کی بنیاد پر ہمارے تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ بنیادی خسارہ اور روپے کی قدر میں کمی مئی 08ء سے مئی 12ء کے درمیان ملک کے قرضے کے بوجھ میں مسلسل اضافے کے اہم ترین عوامل رہے (شکل 4.2.1)۔ یہ نتائج پاکستان میں سرکاری قرضے میں اضافے کے ذرائع کے حوالے سے عام تصور سے مطابقت رکھتے ہیں۔ بنیادی توازن کا خسارہ براہ راست مالکاری کی ضروریات میں اضافے پر منتج ہوتا ہے اس وجہ سے قرض بڑھ جاتا ہے جبکہ شرح مبادلہ کی کمی ملک کے بیرونی قرضے کی روپے میں قیمت بڑھا دیتی ہے۔ ہمارے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں اہم عوامل نے گذشتہ پانچ برسوں میں ملک کے قرضے میں اضافے میں تقریباً مساوی حصہ ڈالا۔ تاہم ان دو عوامل کے علاوہ دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ (جو residual سے ظاہر ہوتا ہے) کا بھی اس مدت کے دوران حکومتی قرضے کے اسٹاک میں سالانہ اضافہ کرنے میں خاصا حصہ ہے۔

جدول 4.1.1: معیشت کے روپے کے مطابق مفروضے			
فیصد میں			
گرانہ	حقیقی جی ڈی پی نمو	اوسط حقیقی شرح سود	اوسط حقیقی شرح سود
مئی 13ء	7.4	3.2	1.4

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار

<sup>34</sup> اس ایکٹ میں مئی 13ء کے اختتام پر 60 فیصد نشانہ کے حصول کے بعد اس تناسب میں 2.5 فیصدی درجے سالانہ کمی کو زیر غور لایا گیا ہے۔

<sup>35</sup> (آئی ایم ایف 2008ء)، ”منڈی تک رسائی رکھنے والے ملکوں کے لیے قرضوں کی پائیداری کے تجزیے پر اضافی کارہنما نوٹ“، تیار کردہ پالیسی ڈیولپمنٹ اور ریویو ڈیپارٹمنٹ۔

کے دوران بلند و ہندی گرائی کے باعث تھی (ہیز ملک میں معاشی نمو کی شرح نے جزو ازالہ کر دیا۔

میں سرکاری قرضے کی ایف ڈی آر ایل میں درج ہدف کے حصول کے لیے کتنا بنیادی خسارہ درکار ہوتا؟ ہم نے مندرجہ بالا مساوات اس بنیادی خسارے کی سطح کا تعین کرنے کے لیے استعمال کی ہے جو سرکاری قرضے اور جی ڈی پی میں مطلوبہ کمی حاصل کرنے کے لیے درکار ہوتا۔ اس تخمینے کے لیے اس میں سرکاری قرضے کے تعینی عناصر کے بارے میں ہمارے مفروضات **جدول 4.1.1** میں درج ہیں۔ ہمارے تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جی ڈی پی کے 1.6 فیصد کے لگ بھگ بنیادی فاضل ہوتا تو مطلوبہ تناسب یعنی جی ڈی پی کا 60 فیصد رواں مالی سال کے آخر تک حاصل ہو جاتا۔ گزشتہ سال (میں 12ء) کے اصل بنیادی خسارے (جی ڈی پی کا 4.2 فیصد) بشمول گردش قرضے کی یکبارگی ادائیگی) سے موازنہ کریں تو اس سال کا مطلوبہ فاضل خاصے مالیاتی استحکام کی ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے۔ تاہم اس ضرورت کے برخلاف بنیادی توازن میں جولائی تا مارچ میں 13ء کے دوران جی ڈی پی کے 1.2 فیصد کے مساوی خسارہ درج کیا گیا۔ اس نتیجے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی استحکام کے اقدامات میں تاخیر حکومت کے قرضے کے بوجھ کو مزید بڑھانے کا باعث بنے گا جس سے قرضے کی واپسی میں اضافے کی لاگت بڑھ جائے گی اور آئندہ ترقیاتی اخراجات میں کمی کرنا پڑے گی جس سے مناسب حقیقی معاشی نمو کے امکانات مزید گھٹ جائیں گے۔

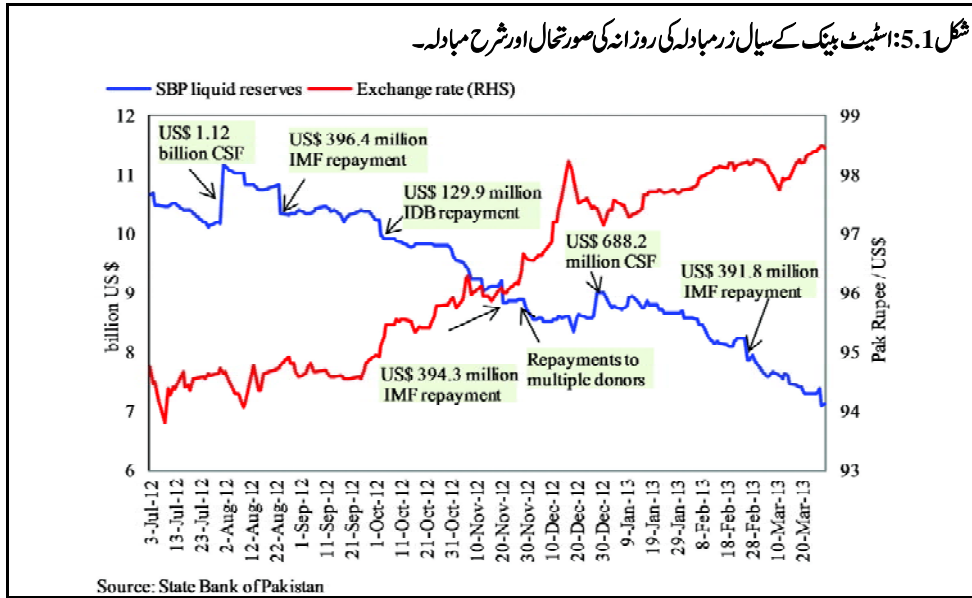


4

## 5 بیرونی شعبہ

### 5.1 عمومی جائزہ

جولائی تا مارچ م س 13ء میں پاکستان کا مجموعی بیرونی خسارہ 1.8 ارب ڈالر تھا جو گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 0.9 ارب ڈالر بہتر تھا۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں م س 13ء کی پوری مدت کے دوران کمی واقع ہوتی رہی (شکل 5.1)۔ م س 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران آئی ایم ایف کو قرضے کی مد میں 743.7 ملین ڈالر کی ادائیگیوں کی وجہ سے زرمبادلہ کے ذخائر کی سطح میں کمی واقع ہوئی۔<sup>1</sup> برآمدات اور بیرونی سرمایہ کاری بحال نہ ہو سکیں اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے بھیجی جانے والی ترسیلات زر میں سال بسال 5.1 فیصد کمی واقع ہوئی، جو یکبارگی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ، م س 13ء کی تیسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 1.3 ارب ڈالر ہو گیا اور شرح مبادلہ پورے م س 13ء کے دوران دباؤ کا شکار رہی۔



اس وقت پاکستان کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر درآمدات اور قلیل المیعاد قرضے کی کوریج کے حوالے سے کفایت کے عالمی معیارات سے ہم آہنگ ہیں (سیکشن 5.4)۔ تاہم آئی ایم ایف کو آئندہ چند ماہ کے دوران طے شدہ ادائیگیوں سے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ پڑے گا۔ مارکیٹ کے رجحانات میں کبھی کبھار تغیر آتا ہے، جیسا کہ غیر رسمی اضافت سے ظاہر ہے (سیکشن 5.5)۔

جاری کھاتے کو مستحکم بنانے کے لیے کسی بھی پالیسی اقدام سے قبل اس حقیقت کا ادراک کیا جانا چاہیے کہ یہ مسئلہ جاری کھاتے سے نہیں بلکہ مالی

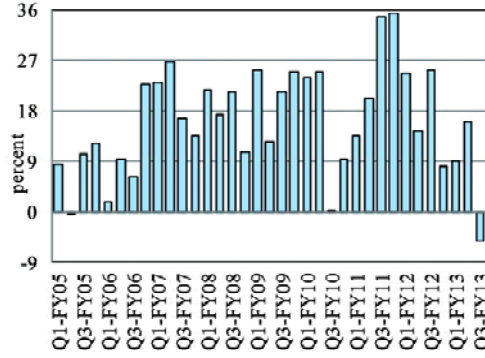
<sup>1</sup> م س 13ء کی تیسری سہ ماہی میں آئی ایم ایف کو اصل رقم کی مجموعی ادائیگیاں، بشمول میزانیہ اعانت 720.1 ملین ڈالر ہے۔

جدول 5.1: ادائیگیوں کے توازن کا خلاصہ										
ارب ڈالر										
مطلق	جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	12 م	13 م	12 م	13 م	12 م	13 م
فرق	13 م	12 م	13 م	12 م	13 م	12 م	13 م	12 م	13 م	12 م
I۔ جاری کھاتے کا توازن	-1.4	0.3	-1.0	-0.2	-0.6	-1.3	-3.0	-1.1	2.0	
الف۔ تجارتی توازن	-4.2	-3.7	-3.8	-4.1	-3.8	-3.6	-11.8	-11.3	0.5	
برآمدات	6.1	6.0	5.9	6.1	6.3	6.3	18.3	18.3	0.0	
درآمدات	10.4	9.7	9.7	10.1	10.1	9.8	30.2	29.6	-0.6	
ب۔ خدمات	-0.7	0.2	-0.6	0.0	-0.7	-0.6	-2.1	-0.4	1.7	
جس کی: لاجسٹک سپورٹ	0.0	1.1	0.0	0.7	0.0	0.0	0.0	1.8	1.8	
ج۔ آمدنی کا کھاتہ	-0.7	-0.7	-0.9	-1.1	-0.7	-0.9	-2.3	-2.7	-0.4	
ادائیگیاں، بشمول:										
آئل کمپنیوں کی جانب سے منافع کی رقم کی واپس منتقلی	0.3	0.4	0.4	0.4	0.4	0.5	1.1	1.3	0.2	
بیرونی قرضے، بشمول آئی ایم ایف کے قرضے پر گاہے بگاہے سود	0.2	0.1	0.3	0.2	0.1	0.5	0.5	0.5	0.0	
د۔ جاری منتقلیاں	4.3	4.5	4.3	5.0	4.6	3.8	13.2	13.3	0.1	
جس کے: بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے بھیجی جانے والی ترسیلات زر	3.3	3.6	3.0	3.5	3.4	3.2	9.7	10.4	0.6	
II۔ سرمایہ کھاتہ	0.0	0.0	0.1	0.1	0.1	0.1	0.1	0.2	0.0	
III۔ مالی کھاتہ	0.6	0.0	-0.3	-0.6	0.1	0.0	0.4	-0.6	-1.0	
(i) خالص بیرونی سرمایہ کاری	0.2	0.2	0.1	0.4	0.1	-0.1	0.4	0.6	0.2	
براہ راست بیرونی سرمایہ کاری (خالص)	0.2	0.1	0.3	0.4	0.1	-0.1	0.5	0.4	-0.1	
جزدانی	0.0	0.1	-0.1	0.0	0.0	0.0	-0.1	0.2	0.3	
(ii) خالص قرضے کا بہاؤ	0.0	0.0	0.4	-0.1	-0.1	-0.2	0.3	-0.3	-0.6	
فراہمی	0.5	0.4	0.8	0.6	0.4	0.4	1.7	1.4	-0.3	
قسط وادار ادائیگی	0.5	0.5	0.4	0.6	0.5	0.6	1.4	1.7	0.3	
(iii) سرکاری معاوضت	-0.1	0.0	0.0	0.0	0.0	-0.1	-0.1	-0.1	0.0	
(iv) دیگر	0.5	-0.2	-0.8	-1.0	0.1	0.4	-0.2	-0.8	-0.6	
IV۔ بھول چوک اور فروگزاشت	0.0	-0.4	0.3	0.1	-0.4	0.1	-0.2	-0.3	-0.1	
V۔ مجموعی توازن	-0.8	0.0	-1.0	-0.6	-0.9	-1.2	-2.7	-1.8	0.9	
ماخذ بینک دولت پاکستان										

کھاتے سے پیدا ہوتا ہے۔ بالخصوص، ایک ایسے پس منظر میں جہاں عدم توازن بنیادی طور پر ادائیگی قرض اور سرمایہ کاری تقریباً ناپید ہونے کے سبب جنم لے رہا ہو، وہاں استحکام کی روایتی پالیسیاں مؤثر ثابت نہیں ہو سکتیں۔ طلب کے دباؤ کے سبب، خصوصاً ایسی حالت میں جب درآمدات پہلے ہی کم ہو رہی ہوں اور برآمدات کمزور عالمی معیشت سے متاثر ہو رہی ہوں معاشی نمو کی سطح جو پہلے ہی کم ہے، مزید کم ہو سکتی ہے اور ملک پر ادائیگی قرض کا بوجھ بڑھ سکتا ہے۔

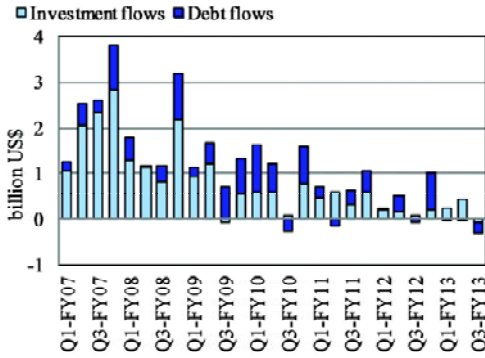
اگرچہ قلیل مدت میں بیرونی امداد درکار ہو سکتی ہے، تاہم طویل المدت سرمائے کی آمد (اور جاری کھاتے میں نمایاں فاضل) صرف ایسی ساختی تبدیلیوں سے ممکن ہوگی جو عوامی خدمات کی فراہمی اور انفراسٹرکچر بہتر بنانے، مسابقت، شفافیت اور استعداد کے فروغ اور مالی وسائل کے

شکل 5.2: ترسیلات زر میں سال بسال نمو



Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.3: سہ ماہی مالی بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

غیر پیداواری استعمال کو کم سے کم کر کے ضروری مالی گنجائش پیدا کریں۔ اسٹیٹ بینک نے بار بار ایسی حتمی ساختی اصلاحات پر زور دیا ہے تاکہ مالیاتی اور بیرونی عدم توازن، دونوں کو کم کیا جاسکے۔

## 5.2 جاری کھاتے، ترسیلات زر کمزور

ہوتی ہیں تو خسارہ بڑھتا ہے

جاری کھاتے، جس میں مہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں فاضل اور دوسری سہ ماہی میں نامیہ خسارہ ریکارڈ کیا گیا تھا، تیسری سہ ماہی کے دوران بڑھ کر 1.3 ارب ڈالر ہو گیا (جدول 5.1)۔ تاہم مہ م 13ء کی جولائی تا مارچ کی مدت کے لیے جاری کھاتے کا مجموعی خسارہ 1.1 ارب ڈالر تھا، اس کے باوجود یہ گذشتہ سال ریکارڈ کیے گئے خسارے کے نصف سے بھی کم ہے۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ مہ م 13ء کی پہلی ششماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ سے رقم کی آمد تھی۔

مہ م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کا نسبتاً بڑا خسارہ ترسیلات زر میں کمی کے سبب تھا۔ یہ مہ م 05ء کی دوسری سہ ماہی سے اب تک کسی سہ ماہی

کے دوران ترسیلات زر میں پہلی سال بسال کی تھی (شکل 5.2) اور اسے بنیادی طور پر حکومت کی جانب سے متعلقہ اداروں کو داخلی ترسیلات زر پر ٹیلی گرافک ٹرانسفر کے اخراجات کی ادائیگی میں طویل تاخیر سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔<sup>2</sup>

## 5.3 مالی اور سرمایہ کھاتہ

مہ م 13ء میں مالی اور سرمایہ کھاتے دباؤ میں رہے۔ پاکستان انتخابات سے منسلک غیر یقینی صورتحال نیز مجموعی معیشت کے ممکنہ خطرات کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری حاصل نہیں کر سکا۔ مہ م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں براہ راست خالص بیرونی سرمایہ کاری کا اخراج بنیادی طور پر پاکستان کی ایک بڑی کیمیکل بنانے والی کمپنی سے بے سرمایہ کاری اور ایک سیلولر فرم کی جانب سے قرضے کی مد میں بھاری ادائیگیوں کو ظاہر کرتا ہے (شکل 5.3)۔ جزو دانی

<sup>2</sup> قانونی ذرائع سے ترسیلات زر بھیجنے کے لیے بیرون ملک پاکستانیوں کی حوصلہ افزائی کی غرض سے حکومت پاکستان اس ٹی ٹی لاگت کی جزوی ادائیگی کرتی ہے جو بینکوں کو پاکستان میں زر کی منتقلی کے لیے برداشت کرنی پڑتی ہے۔ 100 ڈالر سے زائد کی ہر ترسیل پر حکومت متعلقہ بینک کو 25 سعودی ریال ادا کرتی ہے جس سے ان کے ہملہ اخراجات جزوی طور پر بے ہو جاتے ہیں۔ حکومت بیرون ملک کام کرنے والے بینکوں کو گذشتہ 13 ماہ سے ادائیگی نہیں کر پارہی تھی۔

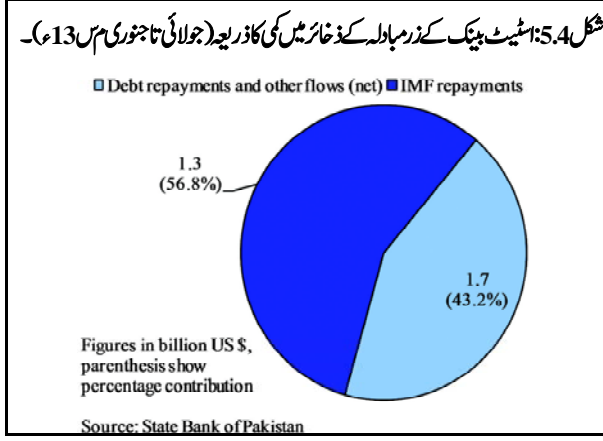
جدول 5.2: زرمبادلہ کے ذخائر کی حیثیت ترکیبی					
ملین ڈالر					
م 13ء		م 12ء			
مارچ	دسمبر	ستمبر	جون	مارچ	
3,311	3,433	3,679	3,311	3,442	الف۔ سونا
7,147	9,028	10,410	10,856	12,075	ب۔ اسٹیٹ بینک کی زیر تحویل زرمبادلہ کے ذخائر
875	924	953	966	1023	ب۔ (i) ایس ڈی آر
21	41	52	53	241	ب۔ (ii) زیر تحویل نقد زرمبادلہ کے ذخائر
6,251	8,064	9,406	9,837	10,812	ب۔ (iii) نوٹرو علاوہ مطلوبہ نقد محفوظ
5,139	5,376	5,408	5,175	5,561	ج۔ کمرشل بینکوں کی زیر تحویل زرمبادلہ کے ذخائر
5,764	5,608	5,618	5,557	5,707	ج۔ (i) ایف ای 25
-655	-264	-256	-456	-231	ج۔ (ii) تجارتی نوٹرو
30	32	46	74	85	ج۔ (iii) بیرون ملک رکھوائی گئی ماسوا ایف ای 25
2,601	2,445	2,848	2,849	3,133	د۔ کمرشل بینکوں کا زرمبادلہ کے ذخائر کا استعمال
641	736	1053	1072	991	د۔ (i) تجارتی قرضہ
107	88	90	81	78	د۔ (ii) پاکستان میں رکھوائی گئی ایف ای 25 امانتیں
1,853	1,621	1,705	1,696	2,064	د۔ (iii) دیگر
7,126	8,988	10,359	10,803	11,835	ح۔ اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر (ب + i + iii)
7,147	9,028	10,410	10,856	12,075	و۔ اسٹیٹ بینک کی زیر تحویل سیال زرمبادلہ کے ذخائر اور نقد
5,124	4,872	4,564	4,485	4,716	ز۔ کمرشل بینکوں کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر (i - ii)
2,538	2,931	2,559	2,326	2,428	س۔ کمرشل بینکوں کے مجموعی زرمبادلہ کے ذخائر (ج - د)
12,250	13,860	14,924	15,288	16,551	ش۔ مجموعی سیال زرمبادلہ کے ذخائر (ح + ز)
12,996	15,392	16,649	16,493	17,946	ص۔ مجموعی زرمبادلہ کے ذخائر (الف + ر + س)

ماخذ: شماریاتی بلیٹن، اسٹیٹ بینک

سرمایہ کاری میں بھی ایکویٹی مارکیٹ میں تیزی کے باوجود کمی واقع ہوئی۔ ایک کثیر القومی ایف ایم ایس جی (FMCG) یونیورسٹی نے حال ہی میں باقی ماندہ مالی سال کے دوران کراچی اسٹاک ایکسچینج میں اپنے حصص (500 ملین ڈالر سے زائد مالیت کے) دوبارہ خریدنے کے اپنے منصوبے منکشف کیے ہیں۔ اس سے چوتھی سہ ماہی میں براہ راست سرمایہ کاری کو تقویت ملنے کی توقع ہے لیکن اس آمد کا ایک جزو واپس چلے جانے کا امکان ہے۔

#### 5.4 زرمبادلہ کے ذخائر

ملک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں کمی نے م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں رفتار پکڑی۔ ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں م 13ء کی جولائی تا مارچ کی مدت کے دوران 3.04 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی، جس میں سے 1.6 ارب ڈالر کی کمی صرف م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں میں دیکھی گئی۔ یہ کمی اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں مرکوز رہی کیونکہ کمرشل بینکوں کی زیر تحویل زرمبادلہ کے ذخائر (سیال) میں اس عرصے کے دوران اضافہ ہوا (جدول 5.2)۔ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بیشتر کمی کا سبب آئی ایم ایف کو قرضوں کی واپسی ہے، جو م 13ء کی جولائی تا مارچ کی مدت کے دوران مجموعی طور پر 2.1 ارب ڈالر ہو گئی (شکل 5.4)۔ مارکیٹ کی توقعات پوری کرنے نیز مارکیٹ کی



رواں کارکردگی کے لیے درکار معاونت بھی نمایاں تھی۔ تاہم واضح رہے کہ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے باوجود ذخائر کی کفایت کی پیمائش عالمی معیارات سے بلند رہی:

#### (i) کافی درآمدی تحفظ:

عالمی معیارات کے مطابق کسی ملک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر تین ماہ کی درآمدات کا احاطہ کرنے کے لیے کافی ہونے چاہئیں۔ اس معیار کے مطابق پاکستان کے سیال

زرمبادلہ کے ذخائر کافی معلوم ہوتے ہیں (جدول 5.3)۔ درحقیقت آئی ایم ایف کو آئندہ سہ ماہی کے لیے قرضوں کی ادائیگی کے بعد بھی کافی درآمدی تحفظ حاصل ہوگا۔

جدول 5.3: زرمبادلہ کے ذخائر کی کفایت کے اظہار پر					
مئی 2013ء			مئی 2012ء		
مارچ	دسمبر	ستمبر	جون	مارچ	
<b>درآمد پر مبنی کفایت</b>					
16.0	18.0	19.6	19.7	21.6	درآمدی ہفتوں کے مطابق سیال زرمبادلہ کے ذخائر
109.9	141.4	147.2	158.3	160.8	آئندہ 3 ماہ کی متوقع درآمدات کے فیصد کے مطابق سیال زرمبادلہ کے ذخائر ☆
101.5	131.6	142.0	153.7	155.3	آئی ایم ایف کو آئندہ 3 ماہ کی ادائیگیوں کی مطابقت کے بعد
63.9	91.7	102.2	111.9	115.0	آئندہ 3 ماہ کی متوقع درآمدات کے فیصد کے مطابق اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر
46.0	49.7	45.0	46.4	45.8	آئندہ 3 ماہ کی متوقع درآمدات کے فیصد کے مطابق کرنل بینکوں کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر
<b>قرض پر مبنی کفایت</b>					
11.8	10.0	11.3	10.6	8.6	سیال زرمبادلہ کے فیصد کے مطابق قلیل المیعاد
20.3	15.4	16.3	14.9	12.1	اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے فیصد کے مطابق قلیل المیعاد
13.1	7.0	7.0	4.1	4.8	آئندہ سہ ماہی میں آئی ایم ایف کو اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے فیصد کے مطابق ادائیگیاں
33.4	22.5	23.3	19.0	16.9	قلیل المیعاد قرضے + آئی ایم ایف کو اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے فیصد کے مطابق ادائیگیاں
<b>دھرمے اظہار پر</b>					
21.8	11.1	9.0	21.1	12.5	قلیل المیعاد قرضہ + جاری کھاتے کا خسارہ / سیال زرمبادلہ کے ذخائر (فیصد)
37.4	17.2	13.0	29.9	17.5	قلیل المیعاد قرضہ + جاری کھاتے کا خسارہ / اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر (فیصد)
NA	216.6	238.0	246.3	268.6	مرکب اشاریہ (کلدار) کے فیصد کے مطابق سیال زرمبادلہ کے ذخائر ☆ ☆
NA	140.4	165.2	174.0	192.0	مرکب اشاریہ (کلدار) کے فیصد کے مطابق اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر ☆ ☆
NA	114.2	126.5	130.6	141.8	مرکب اشاریہ (مقررہ) کے فیصد کے مطابق سیال زرمبادلہ کے ذخائر ☆ ☆
☆ اسٹیٹ بینک کے تخمینوں پر مبنی باکس 5.1 ملاحظہ کریں ☆ ☆					
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

### (ii) قلیل المیعاد قرضے کا تحفظ بھی حاصل ہے:

پاکستان کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر قلیل المیعاد قرضے (سرکاری اور نجی، دونوں) کے اسٹاک سے 10 گنا زیادہ ہیں۔ عالمی معیارات کے مطابق کسی ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کم از کم قلیل المیعاد قرضے کے حجم کے برابر ہونے چاہئیں۔

### (iii) مخلوط تحفظ:

آئی ایم ایف نے حال ہی میں زرمبادلہ کی موزونیت معلوم کرنے کے لیے ایک پیمانہ (metric) تجویز کیا ہے جس میں زرمبادلہ کے ممکنہ اخراج کے مختلف ذرائع (یعنی برآمدات میں کمی کا خطرہ، قلیل المیعاد قرضے اور دیگر جزو دانی واجبات) شامل ہیں (پاکس 5.1)۔ پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر مجوزہ پیمانے کی سفارش کردہ 100 تا 150 فیصد کی حد کے اندر آتے ہیں۔

### پاکس 5.1: زرمبادلہ کی موزونیت کے مختلط اظہار ہے

متعدد ملک اپنے زرمبادلہ کی موزونیت جانچنے کے لیے روایتی پیمانے استعمال کر رہے ہیں۔ ان پیمانوں میں تین ماہ کی درآمدات کا تحفظ اور قلیل المیعاد قرضے کے مکمل تحفظ جیسے سادہ قواعد شامل ہیں۔ اگرچہ یہ پیمانے معقول ہیں اور ان پر عمل کرنا آسان ہے، مگر یہ بیرونی شیعے کی ضرورت پڑنے کی ایک خاص ذریعہ پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ تاہم بیرونی کھاتے پر دباؤ مختلف ذرائع، بشمول درآمدات، برآمدات میں غیر متوقع کمی، سرمائے کی منتقلی اور قرضے کی ادائیگیوں سے آسکتا ہے۔ چنانچہ ایک ایسا پیمانہ وضع کرنے کی ضرورت تھی، جو ان بیشتر کمزوریوں کی نشاندہی کرے جن کا مختلف ممالک کو سامنا ہے اور اس پیمانے کے تحت زرمبادلہ کے ذخائر کی ایک مخصوص سطح تجویز کرے۔

ایک ایسا پیمانہ وضع کرنا دو سطحوں پر مشتمل عمل تھا۔ پہلے مرحلے میں ادائیگیوں کے توازن پر مختلف ذرائع سے دباؤ سے منسلک خطرات کی سطحوں کا تعین کیا گیا۔ دوسرے مرحلے میں اس امر کا تعین کرنے کے لیے کہ اس بہ وزن خطرہ پیکائش سے تحفظ کے لیے کتنے ذخائر درکار ہو سکتے ہیں، شواہد پر غور کیا گیا۔ بلاشبہ، ہر ملک کو اپنی ادائیگیوں کے توازن کے سلسلے میں خطرات کے مختلف عوامل کا سامنا ہے، جس کا دارو مدار مالی استحکام، تجارت کی آزادی کی سطح وغیرہ پر ہے اور تمام ممالک کے لیے ایک مخصوص خطرے کو یکساں وزن دینا ایک من مانتا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے ابھرتی ہوئی معیشتوں اور کم آمدنی والے ممالک کے لیے الگ پیمانے وضع کیے گئے۔ خطرے کے عوامل کا پتہ چلانے اور درست وزن دینے کے لیے آئی ایم ایف نے ایک طویل عمل اختیار کیا۔ بحران کے گزشتہ واقعات پر غور کیا گیا، ذخائر کے منتظمین کے انٹرویو اور سروے کیے گئے اور ذخائر کی طلب کی مراجعت اور مختلف ممالک میں پہلے ہی زیر استعمال پیمانوں کی حد سے ظاہر ہونے والی علامات پر غور کیا گیا۔ اس عمل سے گزرنے کے بعد چار کلیدی تغیر پذیر عوامل کا تعین کیا گیا: برآمدی آمدنی (XE)، قلیل المیعاد قرضہ (STD)، دیگر جزو دانی واجبات اور زرویع (M2) کے قائم مقام سیال ملکی اثاثے۔

قلیل المیعاد قرضہ اور دیگر جزو دانی واجبات ملکی ذخائر سے ممکنہ اخراج کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ برآمدی آمدنی میں کمی بنیادی طور پر بحران کے ذریعے کی عکاسی کرتی ہے۔ اگرچہ درآمدات زرمبادلہ کی موزونیت کی پیکائش میں استعمال ہوتی ہیں، تاہم، بنی طور پر، انہیں ادائیگیوں کے توازن کے بحران کی علامت تصور کیا جاسکتا ہے۔ آخر میں ان ملکی اثاثوں کی نمائندگی کے لیے زرر 2 کو استعمال کیا گیا جو بحران کے دوران بیچے اور منتقل کیے جاسکتے ہیں۔

آخر میں وزن دینے کے لیے مذکورہ بالا تغیرات میں بازار مبادلہ کے دباؤ کے زمانوں کے دوران دیکھے گئے tail event اخراج (دواں پر سٹاکس) کو استعمال کیا جاتا ہے۔ معینہ اور رواں شرح مبادلہ کے نظام کے لیے distributions کا الگ الگ تخمینہ لگایا جاتا ہے، جن کی بنیاد پر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے مندرجہ پیمانے وضع کیے گئے:

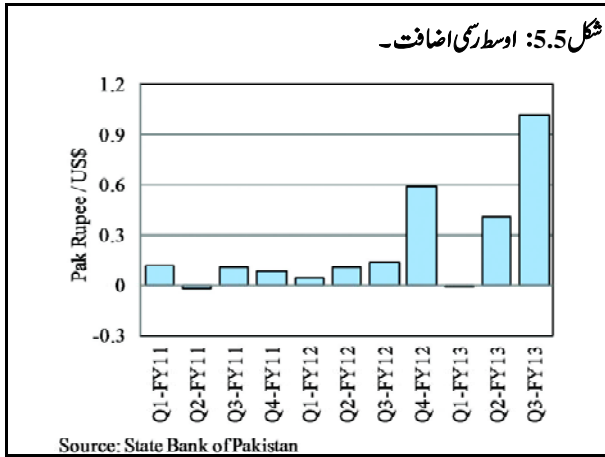
$$\text{رواں (Floating)} = 30\% \text{STD} + 15\% \text{OPL} + 10\% \text{XE} + 10\% \text{M2}$$

$$\text{معینہ (Fixed)} = 30\% \text{STD} + 10\% \text{OPL} + 5\% \text{XE} + 5\% \text{M}$$

یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر مذکورہ بالا پیمانوں کی 100-150 فیصد کی حد کے اندر ہونے چاہئیں۔

ماخذ: زرمبادلہ کی موزونیت کا تعین، مرتبہ: مانیٹری اینڈ کیپٹل مارکیٹس، ریسرچ اینڈ اسٹریٹجی، پالیسی اینڈ ریپورٹ پارٹنرشپس، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ۔ منظورہ کردہ: رضا مقام، جونائٹھن ڈی او سٹرائی اور رابرٹ شینی، 14 فروری 2011ء۔

جدول 5.4: م13ء کے دوران روپے اور ڈالر کی مساوات			
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	
98.47	97.14	94.87	شرح مبادلہ (اختصاصی مدت)
-1.36	-2.34	-0.25	سہ ماہی کے دوران (فیصد)
0.33	0.87	0.22	(تبدیلی کا مشترکہ اثر) (فیصد)
-3.91	-2.58	-0.25	مجموعی (فیصد)
-1.61	-1.06	-0.37	مجموعی سیال ذخائر میں اضافہ کی (ارب امریکی ڈالر)
ماخذ: بینک دولت پاکستان			



## 5.5 شرح مبادلہ

### مستحکم تیسری سہ ماہی لیکن

#### امیدیں معدوم رہیں

م13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گزشتہ سہ ماہی کی بہ نسبت سکوت طاری رہا۔ نہ صرف روپے کی قدر میں کمی کی رفتار کم ہوئی بلکہ تغیر میں بھی خاصی کمی واقع ہوئی (جدول 5.4)۔ مجموعی طور پر پاکستانی روپے کی قدر میں م13ء کی جولائی تا مارچ کی مدت کے دوران 3.9 فیصد کمی واقع ہوئی، جو گزشتہ سال کی اسی مدت کے دوران ہونے والی 5.2 فیصد کمی سے کم ہے۔ تاہم زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران غیر رسمی اضافت بڑھنا تشویشناک ہے (شکل 5.5)۔ ہماری رائے میں زرمبادلہ کی طلب میں غیر متناسب طلب پاکستانی روپے کی قدر میں مزید کمی کی توقع کی عکاسی کرتی ہے، جس کی وجہ سے بینکاری نظام سے باہر لوگوں کی ڈالرز رکھنے کے ضمن میں حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔

## 5.6 تجارتی کھاتہ<sup>3</sup>

جولائی تا مارچ م13ء کے دوران پاکستان کا تجارتی خسارہ سال بسال 8.9 فیصد کم ہوا، اس کے مقابلے میں گزشتہ سال اسی مدت کے دوران 43.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ بہتری برآمدات میں سال بسال 5.4 فیصد اضافے اور درآمدات میں 1.6 فیصد کمی کی بنا پر آئی (جدول 5.5)۔

تاہم تجارتی خسارہ م13ء کی پہلی دوسہ ماہیوں میں سال بسال کم ہونے کے بعد تیسری سہ ماہی میں سال بسال 2.8 فیصد بڑھا۔ اس خرابی کی بنیادی وجہ برآمدات میں کمی تھی۔

### 5.6.1 برآمدات

جولائی تا مارچ م13ء کے دوران ٹیکسٹائل اور غذائی اشیاء کی برآمدات بڑھنے کے سبب مجموعی برآمدات میں 5.4 فیصد کمی معتدل نمو ہوئی۔

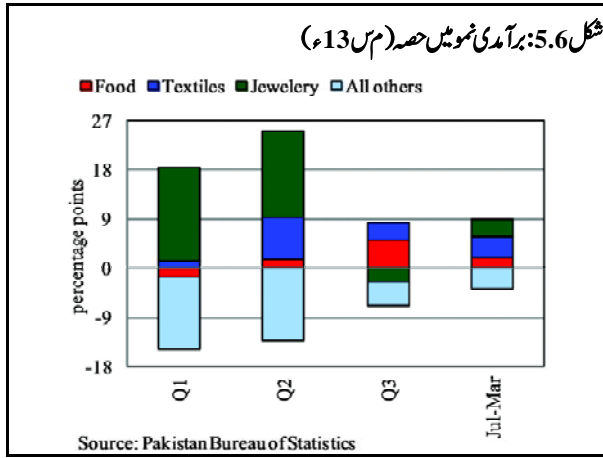
<sup>3</sup> اس حصے کا تجزیہ ادارہ شماریات پاکستان کے فراہم کردہ اعداد و شمار پر مبنی ہے جو اسٹیٹ بینک کے مرتب کردہ ایک پیچھے ریکارڈ کے اعداد و شمار سے مختلف ہوتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے اعداد و شمار سے متعلق وضاحتی نوٹ 5 (ڈی) ضمیمہ الف ملاحظہ کیجیے۔



جدول 5.5: بیرونی تجارت			
تجارتی خسارہ	برآمدات	درآمدات	ارب ڈالر میں مالیت
4.7	10.9	6.1	پہلی سہ ماہی - م س 13ء
5.2	11.1	5.9	دوسری سہ ماہی - م س 13ء
4.8	10.8	6.0	تیسری سہ ماہی - م س 13ء
16.2	33.3	17.1	جولائی تا مارچ م س 12ء
14.7	32.8	18.0	م س 13ء جولائی تا مارچ
سال ب سال فیصد نمو			
-9.2	-2.4	3.5	پہلی سہ ماہی م س 13ء
-17.5	-4.2	11.6	دوسری سہ ماہی - م س 13ء
2.8	2.1	1.6	تیسری سہ ماہی م س 13ء
43.6	14.7	-3.7	جولائی تا مارچ م س 12ء
-8.9	-1.6	5.4	جولائی تا مارچ م س 13ء
ماخذ: ادارہ شماریات پاکستان			

جولائی تا اکتوبر 2012ء کے دوران زیورات کی غیر معمولی برآمدات نے بھی اس نمو میں حصہ ڈالا (شکل 5.6)۔ اگرچہ ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافہ بیرونی طلب میں بہتری اور، سوتی دھاگے اور کپڑے کی بلند قیمتوں کا نتیجہ ہے تاہم، غذائی اشیاء کی برآمدات میں نمو بڑی حد تک عالمی منڈی میں بہتر قیمتوں کی مرہون منت ہے۔

بہر حال ان میں سے بیشتر فوائد مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران حاصل ہوئے اور بعد کے مہینوں میں برآمدات میں کمی واقع ہوئی، چنانچہ م س 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران برآمدات میں سال ب سال صرف 1.6 فیصد نمو ہوئی۔



#### ٹیکسٹائل

جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران ٹیکسٹائل برآمدات میں 7.2 فیصد اضافہ ہوا، اس کے برعکس گذشتہ سال اسی مدت کے دوران 9.7 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ سوتی دھاگے، کپڑے، ہوزری، تولیہ، اور تیار ملبوسات کی برآمدات میں نمایاں اضافے کے ساتھ یہ نمونہ قطعاً وسیع البیاد تھا (جدول 5.6)۔ مزید برآں، م س 13ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات کی بحالی میں بڑی حد تک ان اشیاء کو دخل تھا جو کم اضافہ قدر کی حامل ہیں جبکہ تیسری

سہ ماہی کی برآمدات کو بلند اضافہ قدر کی حامل اشیاء سے تقویت ملی (شکل 5.7)۔<sup>4</sup> کم اضافہ قدر کی اشیاء کی برآمدات بڑھنے میں بلند مقدار اور بلند نرخوں دونوں کو دخل تھا۔ دوسرے، چین میں سوتی دھاگے اور کپڑے کی بلند طلب پائی گئی تھی۔<sup>5</sup> بلند اضافہ قدر کی حامل ٹیکسٹائل برآمدات میں نمو کی

4 مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات کا تقریباً 60 فیصد بلند اضافہ قدر کی حامل اشیاء پر مشتمل ہے، جبکہ باقی ماندہ کم اضافہ قدر کی حامل اشیاء ہیں۔

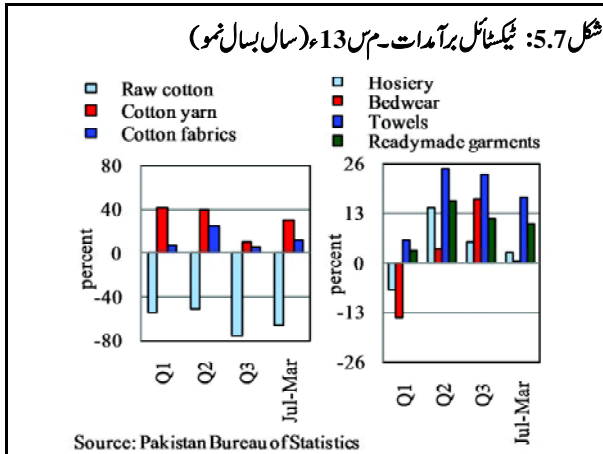
5 یہ تبدیلی چین میں مزدوری کی مسلسل بڑھتی ہوئی اجرتوں کی وجہ سے ہے، جس کے سبب وہاں پیداواری لاگت میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا تھا کیونکہ اس کے پاس کم لاگت کے مزدوروں کی بہتات کے علاوہ کپاس کی پیداواری وسیع اساس بھی موجود ہے، جسے بنائی، جنگ اور اسپننگ کے شعبوں میں کسی حد تک عمودی یکجائی (vertical integration) کی مدد بھی حاصل ہے۔

جدول: 5.6 (جولائی تا مارچ) م س 13ء: ٹیکسٹائل کی برآمدات				
ٹیکسٹائل	فیصد نمو (سال بسال)			ملین ڈالر
	مطلق فرق	حجم کا اثر	قیمت کا اثر	
ٹیکسٹائل	7.2			
خام کپاس	-65.1	-236.0	-222.8	-13.2
سوئی دھاگہ	29.7	379.9	457.0	-77.1
سوئی لمبوسات	11.7	208.4	-65.8	274.2
ہوزری	2.9	42.6	62.8	-20.2
بستر کا سامان	0.5	7.0	95.0	-88.0
تولید	17.5	85.4	114.8	-29.5
تیار شدہ لمبوسات	10.2	121.5	131.5	-9.9
کم اضافہ قدر کی حامل اشیا	10.0	352.3	168.4	184.0
زیادہ اضافہ قدر کی حامل اشیا	6.0	256.4	404.1	-147.7

ماخذ: ادارہ شماریات پاکستان

بنیادی وجہ یہ تھی کہ یورپی یونین نے 75 زمروں کی اشیا کو 15 نومبر 2012ء سے ڈیوٹی فری رسائی دینے کا اعلان<sup>6</sup> کیا جس سے برآمدی حجم بڑھ گیا، نیز 2012ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران امریکی معیشت میں معمولی بہتری سے وہاں طلب میں اضافہ ہوا (جدول 5.7)۔

منقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل کے برآمد کنندگان بجلی کی قلت پر قابو پانے کے لیے خود اپنی بجلی پیدا کرنے کے پائپس نصب کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ سیالیت کی رکاوٹوں اور خام مال کی قلت جیسے مسائل نے پیداوار پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔



#### غیر ٹیکسٹائل شعبہ

جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں سال بسال 3.4 فیصد اضافہ ہوا (شکل 5.8)۔ بڑی حد تک یہ اضافہ بلند قیمتوں کی وجہ سے ہوا کیونکہ زیر جائزہ مدت کے دوران پیشتر غیر ٹیکسٹائل برآمدات کے حجم میں کمی واقع ہوئی ہے۔

اگرچہ غیر ٹیکسٹائل شعبے میں م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران نمو بڑی حد تک زیورات کی

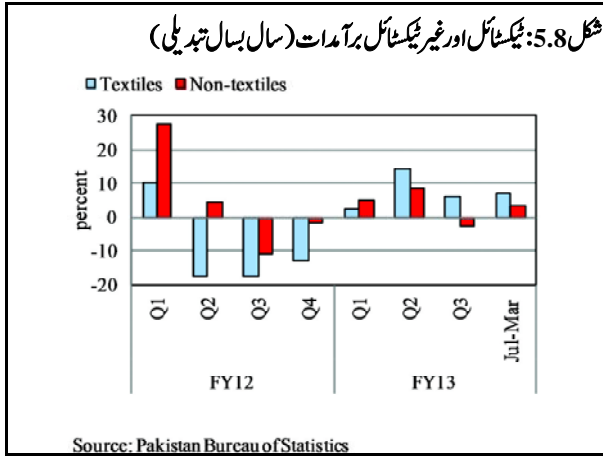
برآمدات کی وجہ سے ہوئی، تاہم تیسری ششماہی میں غذائی اشیا کی برآمدات سبقت لے گئیں۔ غذائی اشیا کی برآمدات رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں کم رہنے کے بعد تیسری سہ ماہی کے دوران 28.7 فیصد کی ٹھوس نمو کے ساتھ بحال ہوئیں۔ دوسری جانب زیورات کی برآمدات م س 13ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 54 فیصد گر گئیں۔ م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران برآمدات میں اضافے کو ملکی اور عالمی قیمتوں میں بلند فرق اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے منسوب کیا گیا۔<sup>7</sup>

<sup>6</sup> م س 13ء کے دوران پاکستان کو 75 زمروں کی ڈیوٹی فری برآمدات تک رسائی سے 350 ملین تا 500 ملین ڈالر حاصل ہونے کی توقع ہے۔ پاکستان کو 19 زمروں میں اپنے مسابقت کاروں (بنیادی طور پر بھارت اور بنگلہ دیش) پر قیمت کا فائدہ حاصل ہے۔

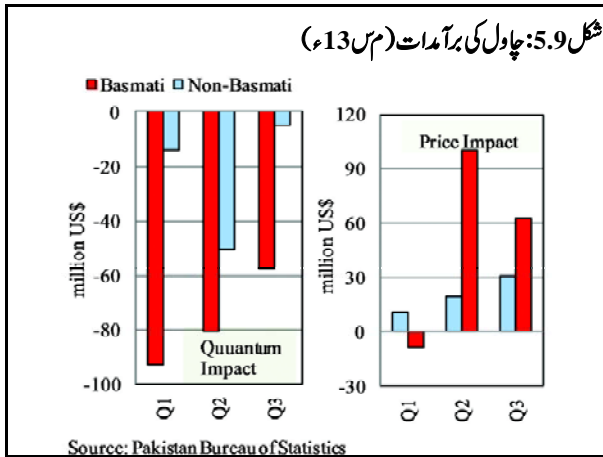
<sup>7</sup> خاص طور پر متحدہ عرب امارت کی گولڈ مارکیٹ کے حوالے سے قیمتوں کا فرق گذشتہ چند ماہ کے دوران بہت زیادہ رہا ہے۔ پاکستان 90 فیصد سے زیادہ زیورات متحدہ عرب امارت کو برآمد کرتا ہے۔

جدول 5.7: جولائی تا فروری (م 13ء) ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل برآمدات کی امریکی درآمدات		
فیصد میں سال بسال تبدیلی		
مالیت	مقدار	
بنگلہ دیش	26.0	14.0
چین	17.3	12.8
بھارت	17.5	10.2
پاکستان	15.2	7.8
ویتنام	22.6	21.5
ماخذ: امریکی حجم تجارت		

چاول کی برآمدات کم ملکی پیداوار اور مومن سون بارشوں میں تاخیر کی وجہ سے فصل کی کٹائی میں دیر ہونے کے سبب سال بسال 7 فیصد کم ہوئیں (شکل 5.9)۔ باسیتی چاول کی برآمدات کم برآمدی حجم کی بنا پر نمایاں طور پر 22.4 فیصد گھٹ گئیں<sup>8</sup> جبکہ غیر باسیتی چاول کی برآمدات بلند اکائی قیمتوں کے سبب 2.8 فیصد بڑھ گئیں تاہم، چاول کی برآمدات م 13ء تیسری سہ ماہی کے دوران 11.8 فیصد کی ٹھوس نمو کے ساتھ بحال ہوئیں۔

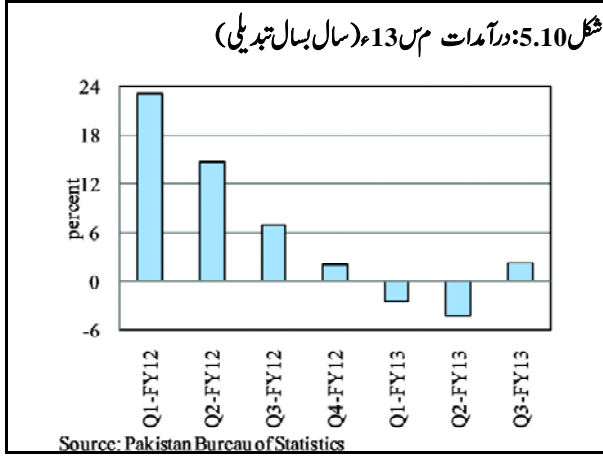


دیگر ایشیا میں زپورات، سیمنٹ، برقی پنکھوں اور سنگ سلیمانی کی مصنوعات کی برآمد میں اضافہ ہوا، تاہم کھیلوں کے سامان، کیمیکلز اور ادویہ، اور چمڑے کی برآمد میں کمی نے اضافے کے اثرات جزوی طور پر زائل کر دیے۔ سیمنٹ کی برآمدات میں اضافہ افریقی منڈیوں کی ٹھوس طلب اور نسبتاً بہتر برآمدی قیمتوں کے سبب ہوا۔ راب کی برآمد کم رہی، جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض صنعتوں میں توانائی پیدا کرنے کے لیے اس کا استعمال بڑھ گیا ہے۔



5.6.2 درآمدات  
م 13ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہیوں کے دوران درآمدات میں کمی واقع ہونے کے بعد تیسری سہ ماہی میں اضافہ ہوا (شکل 5.10)۔ درآمدات نے تیسری سہ ماہی کے دوران مشینری، خام کپاس اور دھات کی درآمد سے رفتار پکڑی اور غذائی اشیاء،

<sup>8</sup> بھارت کی جانب سے گذشتہ سال متعارف کرائی گئی باسیتی کی ایک نئی قسم نے عالمی منڈی کے خاصے حصے پر قبضہ کر لیا۔ ایران دو سال قبل پاکستان کے لیے چاول کی دوسری بڑی برآمدی منڈی تھی لیکن انجمن چاول برآمد کنندگان پاکستان (REAP) کے مطابق ایرانی منڈی کے ہاتھ سے نکلنے کا سبب پاکستان سے مبادلہ کرنسی کے انتظامات کی عدم موجودگی ہے، جبکہ بھارت کے پاس یہ ان انتظامات کے ساتھ ساتھ 'خوراک کے بدلے تیل' کا انتظام بھی موجود تھا۔



ٹرانسپورٹ اور زرعی اشیاء کی درآمد میں نمایاں کمی کا ازالہ کر دیا (جدول 5.8)۔

ٹیکسٹائل کی درآمدات میں جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران 8 فیصد نمو ہوئی، جس کی وجہ ملکی پیداوار میں شدید کمی کے پیش نظر سوتی دھاگے اور کپڑے کی اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے پاکستان کی جانب سے بڑی مقدار میں خام کپاس کی درآمد ہے۔<sup>9</sup> اگر کپاس کی عالمی قیمت میں کمی واقع نہ ہوئی ہوتی تو پاکستان کا درآمدی بل بہت زیادہ ہوتا۔<sup>10</sup>

جدول 5.8: جولائی تا مارچ م س 13ء درآمدی کارکردگی				
نمون میں فیصد حصہ		سال بسال نمو (فیصد)		
تیسری سہ ماہی	پہلی ششماہی	تیسری سہ ماہی	پہلی ششماہی	مجموعی
		2.1	-3.3	
جس میں سے				
-19.2	59.9	-3.6	-17.3	غذائی اشیاء
125.3	-18.8	-3.9	9.7	ٹرانسپورٹ
-68.2	-13.2	-4.4	1.3	پٹرولیم مصنوعات
115.0	15.4	45.4	-9.4	ٹیکسٹائل
-100.4	69.7	-13.7	-13.9	زرعی اشیاء اور مکھلیز
59.1	-21.5	20.3	11.8	دھاتیں
ماخذ: ادارہ شماریات پاکستان				

اسی طرح دھاتوں (سونا، لوہا اور فولاد) کی درآمد میں بھی جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران اضافہ ہوا (شکل 5.11)۔ سونے کی درآمد میں اضافہ زیورات کی زائد برآمدات سے منسلک ہے، جبکہ لوہے اور فولاد کی درآمدات میں اضافہ فولاد کی پیداواری استعداد بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔<sup>11</sup>

اس کے برعکس جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران غذائی اشیاء کی درآمدات میں کمی خوردنی تیل کی گرتی

ہوئی درآمدات کے سبب ہوئی۔ تاہم، پام آئل کی درآمدات تیسری سہ ماہی میں زور پکڑ گئیں کیونکہ دیگر خوردنی تیلوں کی نسبت یہ تیل کم قیمت ہے اور اس کی طلب بڑھنے کی وجہ سے اس کی درآمدات میں 64.4 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔<sup>12</sup>

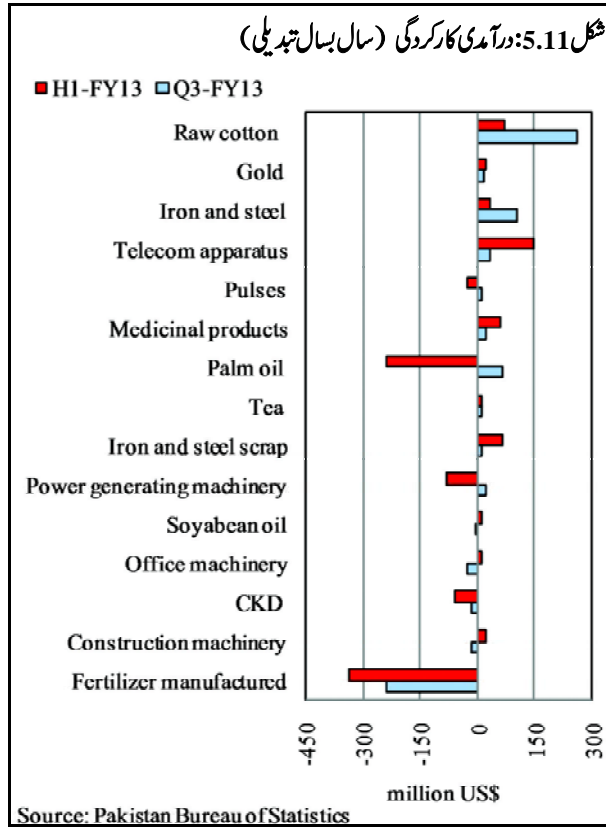
جہاں تک ٹرانسپورٹ گروپ کا تعلق ہے، الگ الگ پوزوں کی شکل میں درآمدات جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران 14.5 فیصد گر گئیں، جس سے موٹر گاڑیوں کی پیداوار بھی متاثر ہوئی ہے کیونکہ جولائی 2012ء سے ملک میں مختلف ماڈلز کی گاڑیاں (یعنی سوزو کی آلٹو اور داتسو

<sup>9</sup> تخمینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کپاس کی پیداوار نہ صرف ہدف سے بلکہ گزشتہ سال کی سطح سے بھی کم رہے گی۔

<sup>10</sup> عالمی منڈی میں کپاس کی قیمتیں جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران گزشتہ سال کے مقابلے میں سال بسال 23 فیصد کم ہیں۔

<sup>11</sup> اطلاعات کے مطابق 2012ء کے دوران کراچی میں فولاد کے تین نئے پائپس کی تنصیب عمل میں آئی تھی (ایک م س 12ء کی دوسری ششماہی میں اور دوسری م س 13ء کی پہلی ششماہی میں لگائے گئے)۔

<sup>12</sup> ملائیشی نے، جو دنیا میں سب سے زیادہ خوردنی تیل پیداوار سے زیادہ برآمد کرتا ہے، خوردنی تیل پر درآمدی ٹیکس کم کر دیا ہے، جس سے عالمی منڈی میں اس کی قیمتیں کم ہو گئیں۔



کورے) بنی بند ہو گئی ہیں۔ جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران موٹر گاڑیوں کی مجموعی پیداوار 84,489 یونٹس تھی، جبکہ گذشتہ سال یہ پیداوار 110,059 یونٹس تھی۔<sup>13</sup> درآمدی پالیسی میں تبدیلی، جس کے تحت استعمال شدہ گاڑیوں کی مدت کم کر دی گئی ہے، کی وجہ سے بھی گاڑیوں کی درآمد میں کمی واقع ہوئی۔<sup>14</sup>

پاکستان کے بڑی مقدار میں خام تیل پروسیس کرنے (خصوصاً، م س 13ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی کے دوران) اور خام تیل کی کم عالمی قیمتوں کے سبب جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران پاکستان کا پیٹرولیم کا درآمدی بل کم ہوا۔<sup>15</sup>

زیر جائزہ مدت کے دوران کھاد کی درآمدات میں 53.6 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اس کا سبب بڑھی ہوئی ملکی پیداوار اور گذشتہ سال کے نیچے ہوئے ذخائر ہیں۔

13 گذشتہ سال حکومت پنجاب کی بلوکیب اسکیم کے تحت 20,000 یونٹس تیار کیے گئے۔

14 وزارت تجارت نے استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمد کے لیے مدت پانچ سے کم کر کے تین سال کرنے کے لیے دسمبر 2012ء میں لازمی انضباطی حکمت نامہ (Statutory Regulatory Order (SRO) جاری کیا۔

15 اکتوبر تا مارچ م س 13ء کے دوران پاکستان کی خام تیل کی پروسیسنگ کی ماہانہ اوسط 880 ہزار میٹرک ٹن رہی جبکہ گذشتہ تین برسوں کی اوسط 800 ہزار میٹرک ٹن تھی۔ جولائی تا مارچ م س 13ء کے دوران خام تیل کی اوسط قیمت 103.3 ڈالر فی بیرل رہی، جبکہ م س 12ء کے دوران یہ 106.2 ڈالر فی بیرل تھی۔

## فہرست اصطلاحات (انگریزی حروف تہجی کے لحاظ سے)

broad money	زرویج
causality	سببیت
circular debt	گردشی قرضہ
commodity finance	اجناسی مالکاری
consumer durables	پائیدار صارفنی اشیا
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
core inflation	توزی گرائی
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
divisible pool	قابل تقسیم پول
Export Finance Scheme	برآمدی مالکاری اسکیم
financial account	مالی کھاتہ
fixed investment loans	معیّن سرمایہ کاری قرضے
food inflation	غذائی گرائی
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
liquidity	سیالیت
monetary aggregates	زری مجموعے
monetary management	زری انتظام
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
spread	تفاوت
trade financing	تجارتی مالکاری

## فہرست اصطلاحات (اردو حروف تہجی کے لحاظ سے)

commodity finance	اجناسی مالکاری
Export Finance Scheme	برآمدی مالکاری اسکیم
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
consumer durables	پائیدار صارفی اشیا
trade financing	تجارتی مالکاری
spread	تفاوت
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
broad money	زرو سچ
monetary management	زری انتظام
monetary aggregates	زری مجموعے
causality	سببیت
liquidity	سیالیت
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
food inflation	غذائی گرانی
divisible pool	قابل تقسیم پول
core inflation	قوزی گرانی
circular debt	گردشی قرضہ
financial account	مالی کھاتہ
fixed investment loans	معین سرمایہ کاری قرضے